

مستند کتب کے  
حوالہ جات کے مزین

# مسائل قرآنی

اور غیر مقلدین



کرمانوالہ بک شاپ

انوار  
اداس پورہ کلاں  
مسائل قرآنی  
مجلد اول  
پیشکش

مستند کتب کے حوالہ ہاتھ کمزین

# مسائل قرآنی

## از فقیر مقلدین

انقلد

مناظر اسلام ترجمان مکتبہ اہل سنت

محمد علی اعجاز محمد کمال اقبال اللہ علی  
محمد علی اعجاز محمد کمال اقبال اللہ علی  
مدظلہ العالی

کرمانوالہ کتب شاپ

دوکان نمبر ۲۰ دربار مارکیٹ لاہور

Ph: 042 7249 515

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ  
وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ  
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ  
إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ  
اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى  
آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى  
إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ  
إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ

## فہرست

۹	تقریظ	(علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری)
۱۰	تقریظ	(علامہ محمد سعید احمد اسعد)
۱۲	تقریظ	(علامہ ابو محمد محمد جمیل رضوی)
۱۳	تقریظ	(پروفیسر محمد انوار حنفی)
۱۶	وجہ تالیف	
۱۸	ایک ضروری بات	
۱۸	تقدیم	
۱۹	وہابیہ کے مذہب کے بنیادی اصول	
۲۱	توجہ طلب امور	
۲۱	اہل سنت کے اصول	
۲۳	وہابیوں سے گفتگو کرتے وقت یاد رکھیں	
۲۵	قربانی کا افضل دن	
۲۶	قربانی صرف تین دن ہونے کے دلائل	
۲۷	خلفائے راشدین کا مسلک	
۲۸	حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	
۳۰	حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما	
۳۱	حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما	
۳۱	حضرت انس رضی اللہ عنہ	

بَلِّغِ الْعُلَىٰ بِكَمَالِهِ  
كَشَفَ الدُّجَىٰ بِجَمَالِهِ  
حَسُنَتْ جَمِيعُ خِصَالِهِ  
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَآلِهِ

- ۳۲ ..... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
- ۳۲ ..... ائمہ اور فقہاء کا اجماع
- ۳۳ ..... اکابرین وہابیہ کی گواہی
- ۳۴ ..... عبدالرحمن مبارکپوری
- ۳۴ ..... وہابیہ کے شیخ الحدیث ابوالبرکات
- ۳۶ ..... وہابیہ کے دلائل اور ان کے منہ توڑ جوابات
- ۴۲ ..... مسئلہ ہذا میں امام الوہابیہ وحید الزماں سے تائید
- ۴۳ ..... تکبیرات عیدین
- ۴۵ ..... وحید الزماں حیدر آبادی کی گواہی
- ۴۵ ..... مولوی منیر قمر
- ۴۵ ..... وہابیہ کے دلائل کے جوابات
- ۴۸ ..... خصی جانور کی قربانی
- ۴۹ ..... قربانی کے جانور کی عمر کا مسئلہ
- ۵۰ ..... نذیر حسین دہلوی
- ۵۱ ..... ثناء اللہ امرتسری
- ۵۲ ..... نواب صدیق حسن بھوپالی اور محی الدین ابوالبرکات
- ۵۲ ..... ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور
- ۵۲ ..... قربانی کے اونٹ اور گائے میں صرف سات حصے دار ہو سکتے ہیں
- ۵۳ ..... بھینس کی قربانی جائز ہے
- ۵۳ ..... نذیر حسین دہلوی
- ۵۳ ..... ثناء اللہ امرتسری
- ۵۴ ..... گھوڑے کا گوشت کھانا منع ہے اور اس کی قربانی جائز نہیں
- ۵۵ ..... مرغ اور انڈے کی قربانی جائز نہیں

## تقریظ

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

اسلامی تہوار اجتماعیت اور اتحاد کے مظاہرے کے مواقع ہیں۔ کچھ لوگ ان مواقع پر فرقہ واریت کو ہوا دینا ضروری خیال کرتے ہیں مثلاً رمضان المبارک کی آمد پر ”میں تراویح“ کے خلاف فتوے اور رسائل شائع کرنا، عید قربان کے موقع پر ”قربانی چار دن“ پر اصرار کرنا ایسے ہی کام ہیں جو وحدت امت کو پارہ پارہ کرنے کے مترادف ہیں۔

فاضل نوجوان مولانا محمد کاشف اقبال مدنی سَلَّمَہ اللہ تَعَالٰی نے پیش نظر رسالہ ”مسائل قربانی اور غیر مقلدین“ میں مسلک سوادِ اعظم احناف کا موقف دلائل کے ساتھ پیش کیا ہے اور اس مسئلے پر حوالوں کے انبار لگا دیے ہیں۔ بلاشبہ ان کی یہ محنت لائقِ صد تحسین ہے۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو فرقہ واریت اور فتنہ و فساد سے محفوظ فرمائے اور فاضل مؤلف کو جزائے خیر عطا فرمائے (آمین)

محمد عبدالحکیم شرف قادری



## تقریظ

مناظر اسلام استاذ العلماء حضرت مولانا محمد سعید اسعد صاحب (فیض آباد)

بسم الله الرحمن الرحيم

دین متین، شرح مبین کے کچھ مسائل اصولی ہیں کچھ فروعی، یوں سمجھ لیجئے کہ کچھ مسائل ایسے ہیں کہ جن میں کوئی دوسری رائے نہیں لیکن کچھ مسائل ایسے ہیں جن کے دلائل میں بظاہر تعارض ہے۔ ائمہ مجتہدین میں سے کسی نے ایک دلیل کو لے کر اس پر عمل کیا اور کسی نے دوسری دلیل کو قوی سمجھ کر اسی پر فتویٰ دیا۔ یوں ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ میں بعض مسائل میں اختلاف پیدا ہوا۔ احناف کا مسائل فروعیہ عملیہ میں موقف یہی ہے کہ قولنا صواب یحتمل الخطاء - وقول الغیر خطاء یحتمل الصواب ہماری بات درست ہے مگر ہو سکتا ہے غلط ہو اور غیر یعنی دوسرے امام کی بات غلط ہے لیکن ہو سکتا ہے درست ہو۔ اسی بناء پر دوسرے امام اور اس کے مقلدین کی احناف نہ تکفیر کرتے ہیں نہ ہی تفسیق و تہلیل بلکہ موجب اجر و ثواب سمجھتے ہیں۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ”حاکم (مجتہد) جب اجتہاد کرے، محنت کرے اور پھر صحیح مسئلہ نکال لے تو اس کو دو ہرا اجر ملے گا اور اگر بالفرض غلطی بھی کر جائے تو اسے ایک اجر ملے گا“ ہر مجتہد کو اس کے حسن عمل و حسن نیت کی بنا پر چونکہ اجر و ثواب ملے گا اسی لئے کہا جاتا ہے کہ چاروں ائمہ مجتہدین اور چاروں مذاہب حق ہیں۔

بھی امام کی تقلید کو ناجائز و حرام کہتا ہے اور خود اجتہاد کی صلاحیت تو درکنار اس فرقہ کے ۹۸ فیصد لوگ عربی عبارت تک پڑھنے پر قادر نہیں ہیں۔ دو چار مسائل پر شوافع کے چند دلائل یاد کر کے احناف کے متعلق غلیظ پراپیگنڈا کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ جناب یہ حنفی لوگ تو حدیث کے دشمن ہیں۔ انہیں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احادیث مبارکہ سے کیا واسطہ یہ تو صرف اپنے امام ابو حنیفہ ہی کی بات کو مانتے ہیں۔ یہ وہابی ٹولہ احناف کے دلائل سے ناواقف ہونے کی وجہ سے اور کئی وہابی محض ضد اور تعصب میں آ کر فتنہ و فساد شروع کر دیتے ہیں۔ ان کی تقریباً ہر مسجد میں بڑے بڑے سائز کے چیلنج نما اشتہارات چسپاں ہوتے ہیں جو کہ مزید تعصب اور فساد پیدا کرنے کا سبب ہو رہے ہیں۔

عید قربان جو نبی قریب آتی ہے یہ غیر مقلدین پھر فساد پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ پمفلٹوں اور اشتہارات کی بھرمار ہوتی ہے اور نشانہ بنتے ہیں تو بے چارے احناف۔

اللہ تعالیٰ بھلا کرے عزیز محترم مناظر اسلام مولانا کاشف اقبال مدنی کا کہ انہوں نے ”مسائل قربانی اور غیر مقلدین“ نامی رسالہ لکھ کر وہابیوں کے اس طوفان بدتمیزی کا منہ بند کرنے کی کوشش کی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ کریم مولانا موصوف کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور غیر مقلدین وہابیوں کو بھی راہ ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

محمد سعید اسعد غفرلہ

## تقریظ

مناظر اسلام استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی محمد جمیل رضوی صاحب شیخوپوری

بسم الله الرحمن الرحيم

الصلوة والسلام عليك يا سيدى يا رسول الله

وعلى الك واصحابك يا سيدى يا حبيب الله

مولانا محمد کاشف اقبال مدنی رضوی صاحب کی تالیف مسائل قربانی اور غیر مقلدین خوبصورت ٹائٹل میں متفاوت مقامات سے دیکھی براہین اہل سنت کے انبار لگا دیے ہیں۔ وہابیہ خبیثہ ہر معاملہ میں اہل سنت کے ساتھ الجھنے کی کوشش کرتے ہیں قربانی جیسی سنت میں بھی عام لوگوں کو پھسلانے کی ناپاک جسارت کرتے ہیں اور شور و غوغا برپا کرتے ہیں کہ قربانی کے چار ایام ہیں حالانکہ احادیث اور جمہور ایام ثلاثہ ہی کے ناطق و قائل ہیں۔ وہابی جہاں گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہاں فسادى و حسادى بھی ہیں۔

کبھی اذان سے قبل صلوٰۃ و سلام کا مسئلہ کھڑا کرتے ہیں کبھی نماز کے بعد ذکر بالجہر پر جھگڑا کرتے ہیں۔ کبھی رفع یدین پر فساد برپا کرتے ہیں کبھی فاتحہ خلف الامام کا مسئلہ کھڑا کرتے ہیں اور کبھی آمین بالجہر پر نزاع کرتے ہیں۔ جتنے بھی مسائل عبادات سے متعلق ہیں وہ اہل اسلام کو ہی زیبا ہیں وہابیہ پلیدہ نجسہ تو انبیاء و اولیاء و مقربین خصوصاً سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت بڑے بے ادب و گستاخ ہیں۔ بات بات پر وہابیہ زندقہ اہل سنت کو مشرک و بدعتی کہتے ہیں حالانکہ اہل سنت تو قطعاً عقائد شرک نہیں رکھتے۔

بدعتی و گستاخ رسول ہیں۔ اہل سنت کے احباب کو وہابیہ خبیثہ سے عبادات سے متعلق مباحثے نہیں کرنے چاہئیں بلکہ وہابیہ کو یہ کہنا چاہئے کہ اپنی گستاخیوں و بے ادبیوں پر بات کرو۔ وہابی اپنے آپ کو مسلمان تو ثابت کرنے سے قاصر ہیں لہذا عبادت پر بات کرنے کا انہیں حق نہیں۔

مولانا کاشف اقبال مدنی رضوی اہل سنت کے محقق و مناظر آدمی ہیں۔ وہابیہ خبیثہ کے اعتراضات پر قلم اٹھایا ہے اور اہل سنت کے اضطرابات کو ختم کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔

لطف کی بات یہ ہے کہ موصوف نے وہابیہ کو ان کے اکابر کی مسلم کتب سے ثابت کیا ہے کہ قربانی تین دن ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ ان کی تالیف کو اہل سنت کے لئے تحفہ تحقیق بنائے اور تادم آخر دقیق مسائل پر اپنی جدید تحقیقات پر رشحات قلم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مؤلف کی مندرجہ ذیل تحقیقات قابل مطالعہ ہیں:

۱- امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ مخالفین کی نظر میں

۲- وہابیت کے بطلان کا انکشاف

۳- فضائل و مسائل رمضان و بیس تراویح

۴- خطرے کی جھنڈی

۵- مسائل قربانی و غیر مقلدین

۶- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت و حاکمیت

احقر العباد

(ابو محمد جیلانی) محمد جمیل رضوی شیخوپوری

خلیفہ محاز بریلی شریف

۲۵ رمضان ۱۴۲۵ھ / ۹ نومبر ۲۰۰۴ء بروز منگل

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

## تقریظ

مناظر اسلام محقق اسلام شیخ الحدیث حضرت مولانا پروفیسر محمد انوار حنفی

کوٹ رادھا کشن

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم۔

اما بعد!

اللہ جل جلالہ نے دین اسلام کی حفاظت کا ذمہ قیامت تک لیا ہے۔ لہذا قیامت تک یہ دین متین اپنی اصلی چمک دمک کے ساتھ باقی رہے گا۔ دنیا میں بے شمار کفر والحاد اور بدعقیدگی کی آندھیاں چلیں طرح طرح کے نئے نئے عقائد و نظریات گھڑے گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان بدعقیدہ لوگوں کے نظریات کے رد کرنے اور دین متین کی نظری و فکری حفاظت کے لئے ایسے ایسے ہر دور میں رجال پیدا فرمائے کہ اُن رجال کی برکت سے وہ فتنے کا فور ہو گئے۔ ان بابرکت رجال میں سے ایک عظیم ہستی حضرت علامہ مولانا محمد کاشف اقبال مدنی مدظلہ العالی اطال اللہ عمرہ ونفعنا اللہ بطول حیاتہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر اتنا خاص کرم فرمایا ہے۔ کہ آپ بے شمار علوم پر مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ علم تفسیر ہو تو آپ ایک عظیم مفسر نظر آتے ہیں۔ علم حدیث ہو تو آپ ایک عظیم محدث نظر آتے ہیں۔ علم فقہ ہو تو آپ ایک فقیہ نظر آتے ہیں۔ علم تصوف ہو تو آپ ایک بلند پایہ صوفی نظر آتے ہیں۔ علم مناظرہ ہو تو آپ ایک عظیم تجربہ کار مناظر نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حفاظت دینی کا وہ بزرگ عطا فرمایا کہ جس کا ہر شاگرد کو کھنڈر آتی ہے۔

آپ تقریر کے ساتھ ساتھ تحریر میں بھی خدمت اسلام فرما رہے ہیں۔ آپ بے شمار کتابوں کے مصنف ہیں جس موضوع پر آپ قلم اٹھاتے ہیں۔ اُس موضوع پر آپ تحقیق کے حق ادا کر دیتے ہیں اور وہ کتاب اس موضوع پر ایک انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔ کوئی میری اس بات کو مبالغہ سمجھتا ہو تو وہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کا ثبوت اور نورانیت و حاکمیت کا مطالعہ کرے تو اس پر حقیقت واضح ہو جائے گی۔ آپ کی یہ کتاب مسائل قربانی اور غیر مقلدین بھی تحقیق کا ایک عظیم مینار ہے۔ اس کتاب میں غیر مقلد وہابیوں کے ان مسائل کو آپ زیر بحث لائے ہیں۔ جن کی وجہ سے وہ احناف کو مطعون کرتے ہیں۔ آپ نے ان مسائل کی اس کتاب میں خوب تحقیق فرمائی ہے۔ مثلاً وہابی قربانی کے چوتھے دن کے بھی قائل ہیں اور اس طرح اُمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں فتنہ پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حضرت علامہ محمد کاشف اقبال مدنی نے دلائل قاہرہ سے اس کا رد فرمایا اور ثابت کیا کہ قربانی کے صرف تین ہی دن ہیں۔ اس طرح آپ نے دیگر مسائل کو بیان فرمایا اور وہابیوں کے دلائل خود ساختہ کا رد فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ حضرت علامہ محمد کاشف اقبال مدنی مدظلہ العالی کے علم و عمل اور عمر و صحت میں برکت فرمائے اور اس کتاب کو قبول عام فرمائے۔

پروفیسر محمد انوار حنفی

دارالعلوم جامعہ حنفیہ رضویہ کوٹ رادھا کشن

۵ ذیقعدہ ۱۴۲۸ھ / ۱۶ نومبر ۲۰۰۷ء

بروز جمعہ المبارک

## وجہ تالیف

یہ دور بڑا پر فتن دور ہے۔ اہل سنت و جماعت پر ہر طرف سے حملوں کی بھرمار ہے۔ دیوبندی، وہابی، شیعہ، قادیانی وغیرہ جتنے بدعتیہ و بد مذہب ہیں اہل سنت کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف ہیں۔ عوام اہل سنت کو گمراہ کر نیکی کوشش کی جا رہی ہے۔ سال میں کوئی موقع خواہ خوشی کا ہو یا غمی کا ایسا نہیں ہے جو ان لوگوں کے فتنہ سے محفوظ ہے۔ اب تو کوئی شہر کوئی گاؤں ایسا نہیں ہے جہاں ان فتنہ بازوں نے شرانگیزی نہ شروع کر رکھی ہو۔ عید قربان کا موقع آتا ہے تو ادھر مہینہ کی ابتداء ہونے ہی والی ہوتی ہے ادھر وہابیہ کی طرف سے اشتہار و رسائل تقسیم کیے جاتے ہیں کہ اہل سنت بدعتی ہیں مشرک ہیں ان کا وہ مسئلہ حدیث کے خلاف ہے وہ مسئلہ خلاف ہے وغیرہ۔ مناظر اسلام مولانا محمد عبدالنواب صاحب کے حکم پر فقیر راقم الحروف نے چند ایک مسائل جن پر یہ لوگ شور برپا کرتے ہیں، کے متعلق مختصر مگر جامع اہل سنت کا موقف، دلائل اور وہابیہ کے دلائل کے منہ توڑ جوابات تحریر کر دیئے ہیں تاکہ عوام اہل سنت ان کے فریب میں نہ آسکیں۔

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ وہابیہ دیوبندیہ سے ہمارا اصل اختلاف ان فروعی مسائل میں نہیں ہے بلکہ اصل اختلاف تو یہ ہے کہ وہابی دیوبندی حضور سید عالم ﷺ کے بے ادب و گستاخ ہیں۔ ان سے ہمارا پہلا مطالبہ تو یہ ہے کہ وہابی

عاجز ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی اور محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد صاحب بلکہ عرب و عجم کے علماء کا یہی فتویٰ ہے کہ وہابی دیوبندی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بے ادب و گستاخ ہونے کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں۔ اس تحریر کے وقت فقیر کو مناظر اسلام مولانا محمد ارشد قادری علیہ الرحمۃ یاد آ رہے ہیں جو تمام علمی معاملات میں فقیر کی معاونت فرماتے تھے۔ مولیٰ تعالیٰ مرحوم کی بخشش و مغفرت فرمائے آمین۔ عزیزم حافظ محمد قمر جاوید صاحب اور عزیزم محمد ندیم صاحب نے فقیر کو ان مسائل پر تحریر کرنے کی طرف توجہ دلائی تھی مگر بعض مصروفیات آڑے آئیں مگر اب بحمد اللہ تعالیٰ ان کی آرزو بھی پوری ہوگئی، مولیٰ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

فقیر پر ان کاوشوں کی وجہ سے نائب محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید صاحب قادری رضوی علیہ الرحمۃ کی بھی خاص نظر شفقت تھی۔ مولیٰ تعالیٰ حضور علیہ السلام کے وسیلہ جلیلہ سے فقیر کی اس کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔

(آمین ثم آمین)

خادم اہل سنت

محمد کاشف اقبال مدنی

شاہ کوٹ، ضلع شیخوپورہ

فون 0300-4128993

۵۔ شوال المکرم ۱۴۲۳ھ



جاتے ہیں۔

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ بات کوئی ہو اگر اصول سے کی جائے تو مفید ہوتی ہے اگر بے اصولی سے کی جائے تو سوائے وقت کے ضیاع کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہر آدمی کے فائدے کے لیے طرفین کے مذاہب کے بنیادی اصول تحریر کر دیئے جائیں تاکہ بامقصد گفتگو کی جائے اور وہابیہ سے ان اصولوں پر پیروی کرنے پر ہی گفتگو کی جائے۔

### وہابیہ کے مذہب کے بنیادی اصول

۱: وہابی مذہب میں دلائل صرف دو طرح کے ہو سکتے ہیں قرآن پاک اور حدیث مصطفیٰ ﷺ، تیسری کوئی دلیل نہیں ہے آج کل وہابیہ عموماً یہ نعرہ بلند کرتے ہیں اہل حدیث کے دو اصول

فرمانِ خدا جل جلالہ فرمانِ رسول ﷺ

وہابیہ کے مقتدر عالم مولوی محمد جونا گڑھی رقمطراز ہیں کہ:

”برادران آپ کے دو ہاتھ ہیں اور ان دونوں میں دو چیزیں شریعت نے دی ہیں ایک میں کلام اللہ اور دوسرے میں کلام رسول اللہ اب تیسرا ہاتھ ہے نہ تیسری چیز“۔ (طریق حمی ص ۱۲)

۲: وہابیہ کے مذہب میں کسی نبی اور کسی امتی کی رائے اور قیاس دلیل نہیں بن سکتا اور نہ ہی قابلِ حجت و اعتبار۔ وہابیہ کے مولوی محمد جونا گڑھی لکھتے ہیں کہ:

”سینے جناب بزرگوں کی مجتہدوں کی اور اماموں کی رائے و قیاس اجتہاد و استنباط اور ان کے اقوال تو کہاں شریعت اسلام میں تو خود پیغمبر ﷺ بھی اپنی طرف سے بغیر وحی کے کچھ فرمائیں تو وہ حجت نہیں“۔ (طریق حمی ص ۲۰)

تجب ہے کہ جس دین میں نبی کی رائے حجت نہ ہو۔ اس دین والے آج

### ایک ضروری بات

قربانی نماز عید کے بعد کرنی چاہئے۔ نماز عید کسی صحیح العقیدہ سنی حنفی بریلوی کی اقتداء میں پڑھیں ورنہ وہابی دیوبندی وغیرہم جتنے بدن مذہب ہیں کے پیچھے نماز قبول نہیں ہوگی۔

قربانی کے حصہ داروں میں بھی یہ بات قابلِ غور ہے کہ کسی بھی بدن مذہب کے ملانے سے سبھی کی قربانی ناجائز ہو جائے گی۔

قربانی کی کھالیں صرف صحیح العقیدہ سنی غرباء و مساکین اور مدارس کا حق ہے کسی بدن مذہب وہابی، دیوبندی، مودودی وغیرہ کو قربانی کی کھالیں دے کر اپنی قربانی کی برکات کو ضائع نہ کریں تمام اکابرین اہل سنت کا اسی پر اتفاق ہے۔

### تقدیم

یہ دور بڑا پُرفتن ہے نت نئے فتنے جنم لے رہے ہیں وہابیہ غیر مقلدین خذہم اللہ عوام اہل سنت کو گمراہ کرنے کے لیے بڑے زور و شور سے اپنی تبلیغ کے روپ میں دنگ و فساد کرتے نظر آتے ہیں۔ جب کسی سے گفتگو کرتے ہیں تو کسی ایک بات پر پھرتے نہیں ایک طرف پھنس جاتے ہیں تو دوسری طرف سے بھاگ

ایک اُمتی کی رائے کو دلیل اور حجت سمجھنے لگے۔ (طریق محمدی ص ۴۰)  
 وہابیہ کے مستند عالم محمد ابوالحسن صاحب لکھتے ہیں کہ:  
 ”قیاس نہ کیا کرو کیوں کہ سب سے پہلے شیطان نے قیاس کیا ہے۔“

(ظفر المبین ص ۴۰ طبع چچہ وطنی)

وہابیہ کے علامہ وحید الزماں صاحب بھی یہی لکھتے ہیں۔

(لغات الحدیث ج ۱ ص ۱۳۵ کتاب ج)

۳۔ وہابیہ کے مذہب میں کسی کی تقلید اُمتی کی خواہ امام ہو یا مجتہد شرک ہے۔ وہابیہ کے مولوی محمد جونا گڑھی لکھتے ہیں کہ تقلید شرک ہے۔ (سراج محمدی ص ۱۲)  
 وہابیہ کے مولوی ابوالحسن لکھتے ہیں کہ اس بات میں کچھ بھی شک نہیں کہ تقلید خواہ ائمہ اربعہ میں سے کسی کی ہو یا خواہ ان کے سوا کسی اور کی شرک ہے۔

(ظفر المبین ص ۴۷)

وہابیہ کے جونا گڑھی سے سوال ہوا سوال اور جواب دونوں پیش خدمت ہیں۔  
 سوال: کیا یہ صحیح ہے کہ جس وہابی کا باپ حنفی (سنی) ہو کر مرا ہو وہ یہ دعا نہ پڑھے،

رب اغفر لی ولوالدی

جواب: مشرکین کے لیے دعائے مغفرت ناجائز ہے۔ (سراج محمدی ص ۴۷)

تقلید کی تعریف بھی وہابیہ کی زبانی ملاحظہ کر لیجئے۔ وہابی مولوی ابوالحسن لکھتے ہیں کہ:

تقلید کے معنی یہ ہیں کہ بغیر دلیل کے کسی کے حکم کو مان لینا اور یہ دریافت نہ کرنا کہ یہ حکم خدا اور اُس کے پیغمبر کی طرف سے بھی ہے یا نہیں۔

(ظفر المبین ص ۴۳)

وہابی مولوی فاروق الرحمن یزدانی نے بھی تقریباً یہی تعریف نقل کی ہے۔

جن کتب کے یہ حوالہ جات درج کیے گئے ہیں یہ وہابیہ کی مستند کتب ہیں۔ جس کی دلیل یہ ہے کہ ۱۹۳۷ء میں وہابیہ نے آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس منعقد کی تھی جس میں متعدد وہابی علماء کی موجودگی میں وہابیہ کے جید عالم ابوبکی امام خاں نوشہروی نے وہابیہ کی علمی خدمات پر ایک تفصیلی مقالہ پیش کیا جس کو جید وہابیہ نے بعد میں شائع کروایا۔ اُس کا نام ہے ”اہل حدیث کی علمی خدمات“۔ اس کتاب میں جو فہرست کتب ہے وہ ان کی مستند اور جماعتی کتب ہیں۔ درج بالا حوالہ جات کی کتب کے نام بھی اس مذکور کتاب میں شامل ہیں۔ مثلاً طریق محمدی کا نام مذکورہ کتاب ص ۷۲ اور ظفر المبین کا مذکورہ کتاب ص ۶۰ اور سراج محمدی کا مذکورہ کتاب طبع مکتبہ نذیریہ ص ۶۹ پر موجود ہے۔

توجہ طلب اُمور:

چونکہ مذکورہ حوالہ جات سے ثابت ہو گیا کہ وہابیہ کے مذہب میں کسی اُمتی کی تقلید شرک ہے اور قیاس کرنا شیطان کا کام ہے اس لیے وہابیہ اپنے ان اصولوں پر قائم رہتے ہوئے مناظرہ میں حدیث کی صحت و ضعف اور راویوں کی بحث اور ان کی تشریح و توضیح میں کسی اُمتی کا قول پیش نہیں کر سکیں گے اور نہ قیاس کریں گے اس لیے کہ کسی اُمتی کی تقلید شرک اور قیاس کرنا شیطان کا کام ہے اس لیے وہابی حدیث یا آیت کا حوالہ ذکر کر کے وضاحت کے لیے اپنی رائے نہیں پیش کر سکیں گے اور ان کو حدیث روایت کی وضاحت میں تقریر کی اجازت نہیں اس لیے کہ یہ وضاحت تو ان کی ذاتی رائے ہے۔ اس لیے جب بھی مناظرہ میں وہابی کسی اُمتی کا قول پیش کریں اور اس کی وضاحت کریں قیاس کریں تو ان کو ٹوک کر تقلیدی شرک اور قیاس کی شیطانیت سے توبہ کروا کر آگے گفتگو کرنے دیں۔

اہل سنت کے اصول:

ہیں:

(۱) قرآن مجید (۲) حدیث رسول (۳) اجماع اُمت (۴) قیاس شرعی۔  
 ۲: ہمارے نزدیک کسی بھی فن میں اُس فن کی مہارت رکھنے والے کی رائے معتبر ہوتی ہے مثلاً دُنیادی طور پر ڈاکٹری میں کسی ماہر ڈاکٹر اور انجینئرنگ میں کسی ماہر انجینئر اور زراعت میں کسی ماہر زراعت اور مسائل میں فقہاء اور حدیث میں ائمہ حدیث اور تجوید میں کسی مجتہد اور گرامر میں ماہر صرف و نحو کی رائے قابل اعتبار ہے۔ حدیث شریف کی صحت، ضعف میں دو اقسام ہیں ایک وہ حدیث شریف جو معمول نہ ہے اور دوسری متروک جس پر اُمت کا عمل ہے وہ صحیح ہے اور متروک ضعیف ہوتی ہے۔

اور پھر ائمہ حدیث کی بھی دو اقسام ہیں ایک محدثین اور دوسری مجتہدین۔ محدثین کا کام روایت کی سند اور الفاظ سے متعلق ہوتا ہے مگر مجتہدین محدثین کا کام صرف یہ نہیں بلکہ وہ ثابت اور غیر ثابت معمول ہے نہیں ہے حکم شرعی کیا ہے اور اس روایت سے متعارض روایات سے اس کا تعارض کا رفع ہونا ان امور کی تحقیق ہر مجتہد اپنے اصولوں سے کرتا ہے۔ اس لیے امام اعظم ابوحنیفہ نے صحابہ کرام کو بنیاد بنایا نیز آثار صحابہ نہ ملنے کی صورت میں انہوں نے کتاب و سنت کی روشنی میں خود اجتہاد کیا ہے اور آپ کے شاگردوں نے انہی اصولوں کے مد نظر احکامات شرعیہ کو مرتب کیا ہے اس لیے ہمارے نزدیک وہی صحیح ہیں اور اگرچہ کسی محدث نے ان میں سے کسی روایت کو ضعیف ہی کہا ہو اور کوئی متروک حدیث ہے مجتہدین کے فیصلے کی رو سے تو ہمارے نزدیک یہی صحیح ہے اگرچہ محدثین میں سے کسی نے اسے صحیح ہی کیوں نہ قرار فرمایا ہو۔ اگر کوئی یہ کہے کہ محدثین کا کام کیا فائدہ دے گا تو جوابات یہ ہیں: محدثین نے اسناد کا جو کام کیا ہے اگر وہ نہ کرتے تو جھوٹے کذاب دجال ان روایات کو ٹھونس دیتے۔ سند کا تحقیق کرنا، انہی امور میں

تحقیق معتبر ہے مگر حدیث عمل میں مجتہدین کی۔ یہی محدثین حدیث پر عمل یعنی فقہ میں کسی نہ کسی امام کے مقلد ہیں ائمہ صحاح بھی مقلد تھے جس کو وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن نے اخطا اور اتحاف النہلا میں تسلیم کیا یعنی محدثین بھی مجتہدین فقہاء کے فیصلے کو درست مانتے ہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہ نے احادیث و صحابہ کے آثار سے کوئی مسئلہ اخذ کیا اور امام صاحب کے بعد اس حدیث کی سند میں کوئی ضعف پیدا ہو گیا تو اس میں امام اعظم کا مسئلہ کیسے متاثر ہوگا۔ ضعف تو بعد میں پیدا ہوا غیر مجتہدین کو مجتہدین کی تقلید واجب ہے غیر مجتہد نہ ہی اجتہاد کر سکتا ہے اور نہ ہی مجتہدین کے فیصلے کو ٹھکر سکتا ہے۔  
 مسائل کی بھی تین اقسام ہیں:

(۱) جو کتاب و سنت میں مذکور نہیں ہیں۔ (۲) جن کے دلائل متعارض ہیں (۳) کسی حدیث میں معنی کے اعتبار سے اس میں متعدد احتمال ہوں تو اس کے متعدد معانی ہو سکتے ہوں۔  
 اب بات تو واضح ہے کہ یہ فیصلہ تو ماہر کتاب و سنت یعنی مجتہد ہی کر سکتا ہے۔ وہابیوں سے گفتگو کرتے وقت یاد رکھیں

ایک تو یہ کہ ان کا موقف ان سے تحریر کروا کر دستخط کروالیں پھر مذکورہ بالا اُن کے جو اصول درج کیے گئے ان پر ان کو مضبوط کریں کیونکہ یہ ان کی عادت ہے کہ ایک مسئلہ میں بات نہ آئی تو دوسرے کی طرف پھر جاتے ہیں۔ ان پر گرفت کریں جب تک پہلا مسئلہ حل نہ ہو جائے دوسرا ہرگز شروع نہ کریں اور جو موقف وہابی تحریر کر دیں اُن سے انہی الفاظ سے صحیح مرفوع صریح اور غیر معارض حدیث کا مطالبہ کریں۔ یہ بات یاد رکھ لیں کہ وہابی کسی صورت میں تقلید سے نہیں بچ سکتے مثلاً ایک وہابی کہنے لگا کہ ہم حدیث اور قرآن سے باہر نہیں جاتے، تقلید شرک

ایک آیت یا حدیث پڑھو جس کا ترجمہ تمہاری یہ تعریف ہو۔ کہنے گا ایسی تو کوئی آیت یا حدیث نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ یہ تعریف تم نے کہاں سے کی کہنے لگا محدثین نے کی ہے میں نے کہا کہ تقلید میں آپ کا موقف کیا ہے کہنے لگا شرک ہے۔ میں نے کہا کہ تعریف میں محدثین کی تقلید کیسے جائز ہے یا کوئی آیت یا حدیث پڑھو کہ محدثین کی تقلید جائز ہے اور فقہاء ائمہ کی شرک ہے کہنے لگا کہ یہ بھی کوئی نہیں ہے میں نے کہا تو پھر تو تعریف میں محدثین کی تقلید کر کے آپ نے شرک کیا لہذا آپ بھی توبہ کریں اور نکاح کا فکر کریں۔

لہذا ان اصول و ضوابط کے پیش نظر اس طریقہ سے وہابیہ سے گفتگو کرنی چاہئے اور اس کو ریکارڈ بھی کرنا چاہئے اور ہر بات پر تحریر اور اس پر حدیث کا مطالبہ کریں تاکہ وہ جس طرح عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں انہی کے اصولوں پر ان کی ذلت و رسوائی ہو سکے، اور سب سے بنیادی بات یہ ہے کہ یہ فروعی مسائل وہابیہ دیوبندیہ سے بنیاد اختلاف نہیں ہے اصل اختلاف یہ ہے کہ وہابی دیوبندی حضور ﷺ کے بے ادب گستاخ ہیں پہلے یہ لوگ اپنا ایمان ثابت کریں دوسری بات بعد میں کریں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قربانی سنت ابراہیمی ہے جسے دُنیا کے مسلمان ہر سال ذوالحج کے مہینہ میں ادا کرتے ہیں۔ قربانی عموماً دس ذوالحج کو کی جاتی ہے اس دن قربانی کرنا افضل ہے۔ جمہور اہل اسلام کے نزدیک قربانی کے صرف تین دن ہیں اسی پر آج تک مسلمانوں کا عمل رہا ہے مگر غیر مقلدین کا چونکہ وتیرہ ہے کہ جمہور اہل اسلام کی ہر مسئلہ میں مخالفت کرنی ضروری ہے اور بات بات پر مسلمانوں پر کفر و شرک اور بدعت کے فتوے لگاتے ہیں فتنہ و فساد شورغل کرنا ان کا دائمی معمول بن چکا ہے اس لیے جیسے ہی قربانی کے دن آتے ہیں غیر مقلدین کی طرف سے کتب و رسائل اور اشتہارات کی بھرمار ہو جاتی ہے اور تمام مسلمانوں کی مخالفت کے جذبہ کے تحت یہ شور برپا کیا جاتا ہے کہ قربانی صرف تین دن نہیں بلکہ چار دن ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے جمہور اہل اسلام کے دلائل اور غیر مقلدین کے اعتراضات کے جوابات ہدیہ قارئین کر دیئے جائیں تاکہ کوئی بھی مسلمان ان کے دھوکے سے متاثر نہ ہو سکے۔

### قربانی کا افضل دن:

ذوالحج کی دس تاریخ کو قربانی کرنا حضور سید عالم ﷺ کی سنت ہے۔ غیر مقلدین وہابیہ کے شیخ الحدیث الیاس اثری لکھتے ہیں کہ یہ بات ملحوظ رہے کہ یوم النحر ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کی قربانی افضل و اعلیٰ اور اوّلیٰ ہے اور آنحضرت ﷺ کی دائمی سنت اور زندگی کا معمول ہے۔ (القول الایق ص ۳)



المقری محمد اور یس عاصم نے اہم مسائل قربانی ص ۳۹ اور وہابی مولوی محمد اعظم نے مسائل قربانی ص ۳۹ پر بھی نقل کیا ہے۔

## قربانی صرف تین دن ہو سکتی ہے

۱- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ:

من ضلحی منکم فلا یصبحن و بقی فی بیتہ منہ شیء

(صحیح ابن حبان ج ۸ ص ۵۶۸، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۵، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۵۹، تیسیر الباری ج ۵ ص ۳۸۲)

جو کوئی قربانی کرے اس کے پاس تیسری رات کے بعد گوشت باقی نہ رہے معلوم ہوا کہ قربانی صرف تین دن ہے اگر چار دن ہوتی تو رسول کائنات ﷺ تین دن کے بجائے چار کا ذکر فرماتے۔ یہ بات قابل غور ہے جب چوتھے دن قربانی کے گوشت کی ایک بوٹی بھی رکھنا منع تھا تو پورے کا پورا بکرا ذبح کر کے کھانا کیسے جائز ہوگا! یاد رہے کہ یہ حدیث شریف سولہ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مروی ہے لہذا ہم خوف طوالت سے صرف ان کے مبارک نام مع حوالہ جات درج کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

۲- ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۵، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۵۸، سنن دارمی ج ۲ ص ۱۰۸، نسائی ج ۲ ص ۱۸۳، ابن ماجہ ج ۲ ص ۲۳۵، ترمذی ج ۱ ص ۲۴۷، ابوداؤد ج ۲ ص ۳۳، موطا مالک ص ۲۹۷)

۳- حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

(بخاری ج ۲ ص ۸۳۵، مسلم ج ۲ ص ۱۵۷، سنن کبیری بیہقی ج ۹ ص ۲۹۰، سنن نسائی ج ۲ ص ۱۸۳)

۴- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ:

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۵۸، مسند امام احمد ج ۳ ص ۵۷، نسائی ج ۲ ص ۱۸۳، موطا مالک ص ۲۹۸، صحیح ابن حبان ج ۸ ص ۵۶۸)

۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ: (مسند امام احمد ج ۳ ص ۲۵۰)

۷- حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما:

(بخاری ج ۲ ص ۸۳۵، جامع ترمذی ج ۱ ص ۲۴۷، دارمی ج ۲ ص ۱۰۷، مسلم ج ۲ ص ۱۵۸، صحیح ابن حبان ج ۸ ص ۵۶۷)

۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما (المعجم الکبیر طبرانی ج ۱۱ ص ۲۵۳)

۹- حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، (مسند امام احمد ج ۱ ص ۱۶۶، مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۷)

۱۰- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ،

(مسند امام احمد ج ۳ ص ۳۱۷، سنن دارمی ج ۲ ص ۱۰۹، ابن ماجہ ص ۲۳۵، مسلم ج ۲ ص ۱۵۹)

۱۱- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ

(المعجم الکبیر طبرانی ج ۲ ص ۹۳، سنن دارمی ج ۲ ص ۱۰۹، مسلم ج ۲ ص ۱۵۹، ابوداؤد ج ۲ ص ۳۳)

۱۲- حضرت بريدہ رضی اللہ عنہ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۵۹، نسائی ج ۲ ص ۱۸۳)

۱۳- حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ (مسند امام احمد ج ۳ ص ۱۱۵، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۹۲)

۱۴- حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما (مجمع الزوائد ج ۲ ص ۲۷)

۱۵- حضرت میثمہ رضی اللہ عنہ

(سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۳، سنن دارمی ج ۲ ص ۱۰۸، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۹۲، ابن ماجہ ص ۲۳۵)

۱۶- حضرت عبد اللہ بن واقد رضی اللہ عنہ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۵۸، موطا مالک ص ۲۹۷، قارئین کرام

ہم نے کتب احادیث سے سولہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس حدیث کو روایت کرنے

کا ثبوت لکھ دیا ہے۔

## ۲- خلفائے راشدین کا مسلک:

وہابیہ کے مستند عالم محمد عبید اللہ خان عقیف لکھتے ہیں کہ آپ کی پسندیدہ

کتاب محلی ابن حزم میں ہے کہ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن عمر، حضرت ابن

عباس حضرت ابو ہریرہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہم ۱۲ ذوالحجہ تک قربانی ذبح کرنے کے

جواز کے قائل تھے۔ (محلی ابن حزم ج ۷ ص ۲۷۸، فتاویٰ علماے حدیث ج ۱۳ ص ۳۳)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ اول حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ثانی نے زندگی بھر عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی نہیں کی تھی تو پھر وہ تین دن تک قربانی کے قائل کس لیے تھے۔

(تذوکی علماء حدیث ج ۱ ص ۳۴)

اسے کہتے ہیں جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔

ایام قربانی کے بارے میں ہمارا مسلک وہ ہے جو خلفائے راشدین اور جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے یعنی قربانی صرف تین دن ہے وہابیہ کے امام ابن حزم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے صرف تین دن قربانی کی روایت نقل کی ہے۔

(مخفی ابن حزم ج ۷ ص ۳۷۷)

علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ نے بھی اسے نقل کیا ہے (البنایہ شرح الہدیہ ج ۲ ص ۱۷۷)

**حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ**

عن علی ابن ابی طالب قال الايام المعدادات ثلثة ايام

يوم الاضحى ويومان بعده (تفسير منشور ج ۱ ص ۲۳۳ طبع ایران)

اس روایت کو وہابیہ کے امام ابن حزم نے مخفی ج ۷ ص ۳۷۷ اور وہابیہ کے مجتہد قاضی شوکانی نے تفسیر فتح القدیر ج ۱ ص ۲۰۶ پر بھی نقل کیا ہے۔

۲- عن زرونا فع عن علی ابن ابی طالب وقال نافع عن ابن عمر ثم اتفق علی وابن عمر قالوا جميعا الايام المعدادات يوم النحر ويومان بعد (مخفی ابن حزم ج ۷ ص ۳۲۰)

حضرت علی سے زرنے اور نافع نے حضرت ابن عمر سے اس بات میں اتفاق روایت کیا کہ ایام معدودات سے مراد دس ذواحج اور دو دن اس کے بعد

۳- حضرت علی المرتضیٰ سے صرف تین دن قربانی کی روایت امام مالک نے بھی نقل کی ہے۔ (موطا امام مالک ص ۲۹۹ طبع لبنان)

عن عبد الله الاسدي عن علي ابن طالب. انه كان يقول ايام

النحر ثلثة (عمدة القاری ج ۲ ص ۱۴۷، تفسیر روح المعانی ج ۱ ص ۱۴۵)

عبد اللہ اسدی حضرت علی المرتضیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ قربانی کے تین دن ہیں۔

۵- وہابیہ کے شیخ الحدیث الیاس اثری لکھتے ہیں کہ حافظ ابن کثیر نے حضرت علی متوفی ۴۰ھ کا مذہب نقل کیا ہے وہ یوم النحر کے دو دن بعد تک قربانی جائز تسلیم کرتے ہیں۔ (ایام قربانی ص ۷ طبع گوجرانوالہ)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی مذکورہ حدیث کی ایک روایت کی سند کے دو راویوں پر وہابیہ غیر مقلدین جرح کرتے ہیں ایک تو ابن ابی لیلیٰ اور دوسرا منہال بن عمرو۔ اوّل تو ابن ابی لیلیٰ صحاح سنن اربعہ سنن ترمذی، نسائی ابو داؤد ابن ماجہ کا راوی ہے اور اس کی حدیث حسن درجہ کی ہوتی ہے۔ امام بخاری کے استاد احمد بن منس اور ان کے استاد امام زائدہ فرماتے ہیں افقہ اهل الدنيا (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۸۷، تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۶۲، تہذیب المعجز ج ۹ ص ۳۰۲) امام عجل نے کہا، کہ ابن ابی لیلیٰ فقیہ، صاحب سنت، بے حد سچے اور جائز الحدیث تھے (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۸۷، تہذیب المعجز ج ۱ ص ۳۰۲، تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۶۲)، حضرت عطاء نے فرمایا کہ یہ مجھ سے بڑا عالم ہے۔ (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۸۸، تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۶۲) امام ترمذی اس کی حدیث کو صحیح حسن کہتے ہیں (ترمذی ج ۱ ص ۱۱۱) امام دارقطنی نے کہا کہ ثقہ ہے (دارقطنی ج ۱ ص ۳۶) امام ہاشمی اس کی حدیث کو حسن کہتے ہیں (مجمع الزوائد ج ۲ ص ۲۲۸) وہابیہ کے ابن قیم نے اس کی سند کو صحیح کہا (بدائع الفوائد ج ۳ ص ۱۲۳) وہابیہ کے شوکانی نے مجمع الزوائد کے حوالے سے اس کا حسن الحدیث ہونا نقل کیا، (تحفہ الذاکرین ص ۱۹) وہابیہ کے احمد شاہ کربھی اس کی حدیث کا حسن ہونا مانتے ہیں (شرح ترمذی ج ۱ ص ۱۸۸)

۲- دوسرا راوی جو منہال بن عمر ہے تو یہ راوی صحاح کا ہے۔ جب اتنے جلیل القدر محدثین اس کی روایت لیتے ہیں تو پھر اعتراض کیا۔ امام نسائی اور یحییٰ بن معین اس کو ثقہ کہتے ہیں امام ابوالحسن القطان کہتے ہیں کہ جب امام عجل اور ابن معین نے اس کی تعریف کر دی ہے تو پھر اعتراض کیا۔ (تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۳۲۰) لگے ہاتھوں آنے والے آثار پر جرح کا جواب لے لیجئے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کی ایک سند میں ایک راوی اسماعیل بن عیاش ہے جس پر یہ اعتراض کرتے ہیں۔ اولاً تو یہ صحاح اربع کا معتمد علیہ ہے۔ ثانیاً امام یعقوب بن سفیان نے کہا کہ ثقہ اور عادل ہے۔ یزید بن ہارون نے کہا سب سے بڑھ کر حافظ ہے (تہذیب ج ۴ ص ۶۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اثر میں راوی معاویہ بن صالح پر وہابیہ کو اعتراض ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ صحاح اربعہ کا راوی ہے۔ ثانیاً ابن معین اسے ثقہ کہتے ہیں، عجل و نسائی بھی توثیق کرتے ہیں ابن فراس نے کہا صدوق ہیں۔ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے امام بزار کیا نے ثقہ کہا۔ (تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۲۰۹)

ان دلائل سے حضرت علی المرتضیٰ کا مسلک ایام قربانی کے بارے میں واضح ہو گیا کہ قربانی صرف تین دن ہے مگر دوسری طرف غیر مقلدین کے موقف چار دن قربانی کی روایت حضرت علی المرتضیٰ سے سند کے ساتھ دنیا کی کسی کتاب میں موجود نہیں ہے نہ سند ضعیف سے نہ سند صحیح سے تو پھر بے سند بات کس طرح قابل اعتماد ہو سکتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

مالك عن نافع ان عبد الله بن عمر قال الاضحى يومان بعد

يوم الاضحى (سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۹۷، موطا امام مالک ص ۲۹۹، مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۱۹)

وہابیہ کے شیخ الحدیث الباس، اثری نے اس روایت کو سنداً صحیح و درست تسلیم کیا

ہے۔ (ایام قربانی ص ۳۹، ۴۰)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

امام ترکمانی لکھتے ہیں کہ

وذكر الطحاوي في احكام القرآن بسند جيد عن ابن

عباس قال الاضحى يومان بعد يوم النحر

(الجزء الثاني ج ۹ ص ۲۹۶، عمدة القاری ج ۲ ص ۱۳۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی روایت دوسری کتب میں بھی موجود ہے

(سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۹۷، طبع ملتان، احکام القرآن ج ۳ ص ۳۲۳، وہابیہ کی محلی ابن حزم ج ۷ ص ۷۷۷)

حضرت ابن عباس سے چار دن کی ایک روایت بیہقی کے حوالے سے پیش کی جاتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ امام ترکمانی اس روایت کے راوی طلحہ بن عمرو حضرمی پر جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ طلحہ بن عمرو کو امام ابن معین، دارقطنی ابو زرہ ضعیف کہتے ہیں۔ امام احمد نے فرمایا کہ یہ شخص متروک ہے امام ذہبی نے اس کا ذکر کتاب الضعفاء میں کیا ہے۔ (الجزء الثاني ج ۹ ص ۲۹۶)

وہابیہ کے امام ابن حزم نے طلحہ بن عمرو کو کذاب قرار دیا ہے (محلی ج ۵ ص ۳۳۸) ابن حزم کے نزدیک یہ روایت غلط ہے (محلی ج ۷ ص ۲۳۳) وہابیہ کے شیخ الحدیث الیاس اثری نے بھی اس روایت کو ضعیف تسلیم کیا ہے (ایام قربانی ص ۲۱) ایک راوی عبید اللہ بن موسیٰ بھی مذکورہ روایت بالا میں ہے جو ضعیف ہے۔ (تہذیب ج ۷ ص ۵۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ

عن انس قال الاضحى يوم النحر ويومان بعده

(سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۹۷، محلی ج ۷ ص ۷۷۷)

وہابیہ کے شیخ الحدیث اثری نے اس اثر کو سنداً صحیح درست مانا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

حدثني ابو مريم سبت اباهريرة قال الاضحى ثلاثة ايام

(محل ج ۷ ص ۲۷۷)

اس اثر کو بھی وہابی اثری نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ (ایام قربانی ص: ۳۹۲۰)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ

ابن وهب نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہی نقل کیا ہے کہ قربانی صرف تین دن

ہے۔ (عمدة القاری ص ۱۲۷ ج ۲)

ائمہ اور فقہاء کا اجماع

اصول حدیث میں ہے کہ جو چیز قیاس سے نہ کہی جائے صحابی خبر دیں تو وہ حکماً مرفوع ہے۔

۱۔ امام ترکمانی لکھتے ہیں کہ:

قال الطحاوی فی احکام القرآن لم یرو عن احد من الصحابة خلافهم فتعین اتباعهم اذ لا یوجد ذلك الاتوقفا۔

(المجہد النبی ج ۹ ص ۲۹۷)

امام طحاوی نے احکام القرآن میں فرمایا کہ کسی بھی صحابی سے ان کے خلاف منقول نہیں ہے لہذا ان کی اتباع متعین ہوگئی کیوں کہ ایسی بات صرف توقیفی ہوتی ہے یعنی حضور ﷺ سے سن کر بیان کی گئی ہے۔

۲۔ حضرت امام محمد رضی اللہ عنہ حضرت ابراہیم نخعی اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے یہی مذہب نقل کرتے ہیں۔ (کتاب الآثار ص ۱۳۵ طبع لبنان)

حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ نے حضرت ابراہیم نخعی سے یہی نقل کیا ہے (کتاب الآثار ص ۱۳۵ طبع کراچی) تمام احناف کا یہی مسلک ہے (الموطع ج ۱ ص ۹) حضرت امام

امام احمد بن حنبل کا یہی مسلک ہے کہ قربانی صرف تین دن ہے۔

(المغنی ج ۱۱ ص ۱۱۳)

امام نووی نے حضرت عمر، حضرت علی، حضرت انس، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک نقل کیا ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک اور امام احمد بن حنبل کا بھی یہی مسلک نقل کیا ہے (شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۲) امام نووی کے حوالہ سے وہابی قاضی شوکانی نے یہی نقل کیا ہے۔ (نیل الاوطار ج ۵ ص ۱۳۳)

امام ترکمانی لکھتے ہیں کہ

وفي نوادر الفقهاء الابن بنت نعيم اجتمع الفقهاء ان التضحية في اليوم الثالث عشر غير جائزة (المجہد النبی ج ۹ ص ۲۹۷)

ابن بنت نعیم کے نوادر الفقہاء میں ہے کہ اس پر فقہاء کا اجماع ہے کہ تیرھویں ذوالحجہ کو قربانی جائز نہیں۔ وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن نے بھی ائمہ ثلاثہ کا اس پر اتفاق نقل کیا ہے۔ (مسک الختام ج ۲ ص ۱۳۵)

اکابرین وہابیہ کی گواہی

وہابیہ کے محدث عبید اللہ مبارکپوری لکھتے ہیں کہ

وروی هذا عن علی و عمر و ابن عباس و ابی ہریرہ و انس کہا فی المحلی و حکمی ابن القیم و ابن قدامة عن احمد انه قال هو قول غير واحد من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم و ذكره الاثرم عن ابن عباس (مرعاة المفاتيح ج ۳ ص ۲۶۳ طبع انطاکیہ)

اس بات (کہ قربانی صرف تین دن ہے) کو حضرت علی، حضرت عمر، حضرت ابن عباس، حضرت ابو ہریرہ، حضرت انس رضی اللہ عنہم سے روایت کیا گیا جیسا کہ محلی میں ہے (ج ۷ ص ۲۷۷)، ابن قیم اور ابن قدامہ امام احمد بن حنبل سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے بے شمار صحابہ کے اس کا یہی مذہب ہے۔



محدث اثرم نے ابن عباس سے یہی ذکر کیا ہے۔

تقریباً یہی عبارت وہابی قاضی شوکانی نے بھی نقل کی ہے۔ (نیل الاوطار ج ۵ ص ۱۳۳)

**عبدالرحمن مبارکپوری**

قربانی کے گوشت کے تین دن تک رکھنے والی حدیث کی شرح وہابیہ کے

محدث عبدالرحمن مبارکپوری لکھتے ہیں کہ:

قال القاضي عياض يحتل ان يكون ابتداء الثلاث من يوم ذبح الاضحية وان ذبحت بعد يوم النحر ويحتل ان تكون من يوم النحر وان تاخر الذبح عنه قال وهذا اظهر ورجح ابن القيم الاول وهذا الخلاف لا يتعلق به فائدة الا باعتبار الاحتجاج بذلك على ان يوم الرابع ليس من ايام الاضحية كذا في النيل. (تحفة الاحوذى ج ۲ ص ۳۶۰ طبع ملتان)

قاضی عیاض کہتے ہیں کہ تین دن کی ابتداء کے بارے میں ایک احتمال تو یہ ہے کہ یہ قربانی کے دن سے شروع ہو اگرچہ قربانی دس ذوالحج کے بعد کرے دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ دس ذوالحج سے ابتداء ہو اگرچہ قربانی اس دن سے تاخیر کرے اور یہ زیادہ ظاہر ہے ابن قیم نے پہلے احتمال کو ترجیح دی ہے مگر اس اختلاف کا کوئی فائدہ نہیں ہے مگر یہ کہ اس حدیث سے یہ دلیل پکڑی جائے کہ چوتھا دن قربانی کے دنوں سے نہیں ہے جیسا کہ نیل الاوطار میں ہے۔

یاد رہے کہ یہ نیل الاوطار وہابیہ کے مجتہد قاضی شوکانی کی کتاب ہے مبارکپوری صاحب نے جو نیل الاوطار کی طرف اشارہ کیا ہے وہ عبارت نیل الاوطار ج ۵ ص ۱۳۴ پر موجود ہے۔

**وہابیہ کے شیخ الحدیث ابوالبرکات**

سوال ہوا۔ سوال و جواب دونوں ہی مد یہ قارئین ہیں پھر مختصر تبصرہ فقیر کرے گا۔

سوال۔ ایک آدمی اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے جان بوجھ کر قربانی چوتھے دن کرتا ہے

من تبسك بسنتي عند فساد امتي فله اجر مائة شهيد  
تو کیا وہ اجر عظیم کا مستحق ہوگا یا نہیں وضاحت فرمائیں۔

جواب: اس آدمی کا عمل نبی (ﷺ) کے عمل کے خلاف ہے اس کو تھوڑا اجر ملے گا کیوں کہ اصل قربانی عید کے دن ہوتی ہے نبی (ﷺ) نے ہمیشہ عید کے دن قربانی دی ہے..... اگر تیسرے دن بھی (قربانی مراد وسائل) مہیا نہیں ہو سکی تو پھر عید کے چوتھے دن بعد صرف جائز ہے سنت نہیں ہے لہذا مردہ سنت کو زندہ کرنے والی بات ہی غلط ہے کیوں کہ نبی (ﷺ) نے تیسرے اور چوتھے دن کبھی بھی قربانی نہیں کی لہذا یہ آپ کی سنت نہیں اور مردہ سنت کو زندہ کرنے والی بات غلط ہے اور جاہلوں والی بات ہے جس کے پیچھے کوئی دلیل نہیں ہے۔ (فتاویٰ برکاتیہ ۲۵۰ ص ۲۷۹ طبع گوجرانوالہ)

قارئین کرام غور کیجئے کہ آج وہابیہ کا یہ شور غل بلکہ کئی مقامات پر ضد کے جذبہ کے تحت چوتھے دن قربانی پر عمل سنت رسول (ﷺ) کے خلاف سازش نہیں تو کیا ہے؟ دوسری بات جو فتویٰ مذکور میں قابل غور ہے کہ چوتھے دن کی قربانی خلاف سنت بھی ہے مگر اجر بھی ملے گا۔ انصاف سے کہئے کہ وہابیہ کا حضور سید عالم (ﷺ) کی سنت و حدیث سے پیار ہے یا بغاوت؟ احباب اہل سنت کو یہ بات یاد رکھنی چاہے کہ کسی بھی صحابی سے چوتھے دن کی قربانی کی روایت ثابت نہیں ہے اور وہابیہ قیامت کی صبح تک کسی صحابی سے سند صحیح سے یہ ہرگز ثابت نہیں کر سکتے تو پھر بے سند اقوال سے یہ مسئلہ ثابت کرنا تو ان کی جہالت و حماقت ہے۔

## وہابیہ کے دلائل اور ان کے منہ توڑ جوابات

### دلیل اول:

عن سعید بن عبد العزیز عن سلیمان بن موسیٰ عن عبد الرحمن بن ابی حسین عن جبیر بن مطعم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ..... کل ایام التشریق ذبح

(مسند امام احمد ج ۳ ص ۲۲۳ طبع گوجرانوالہ ج ۳ ص ۸۲ طبع بیروت، صحیح ابن حبان ج ۷ ص ۶۲ طبع سانگھیل، موارد الطمان الی زوائد ابن حبان ص ۲۳۹، سنن دارقطنی ج ۳ ص ۲۸۳، طبع مدینہ منورہ، سنن کبریٰ بیہقی ج ۹ ص ۲۹۵ بعض کتب میں سعید بن عبد العزیز کی جگہ سوید بن عبد العزیز ہے۔ موارد عثمان ص ۲۳۹ سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۹۶، سنن دارقطنی ج ۳ ص ۲۸۳ اس حدیث کو امام بزار نے بھی نقل کیا بحوالہ نصب الراية ج ۴ ص ۲۱۳)

اس روایت کی ایک سند بحوالہ امام بزار یہ ہے سلیمان بن موسیٰ عن نافع بن جبیر عن جبیر بن مطعم (نصب الراية ج ۴ ص ۲۱۳) الجواب: پہلی سند کو امام بزار نے منقطع قرار دیا ہے اور فرمایا کہ عبد الرحمن بن حسین کی حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہی نہیں ہوئی۔

(نصب الراية ج ۳ ص ۲۱۳، الدرایہ ج ۲ ص ۲۱۵، تلخیص الجریح ج ۲ ص ۲۵۵، انبیاء شریح ہدایہ ج ۳ ص ۱۷۷) امام بزار کے اسی قول کو وہابیہ کے محدث شمس الحق عظیم آبادی نے بھی نقل کیا ہے۔ (تلخیص المغنی ج ۳ ص ۲۸۳)

امام احمد بن حنبل نے بھی یہی فرمایا ہے۔ (احکام القرآن ج ۳ ص ۲۳۳)

مسند امام احمد کا جو حوالہ اوپر مذکور ہوا اس میں تو سندیوں مذکور ہے۔

حدثنی سلیمان بن موسیٰ عن جبیر بن مطعم (مسند امام احمد ج ۳ ص ۲۲۳) امام بیہقی نے لکھا ہے کہ سلیمان بن حضرت جبیر کا دور نہیں پایا اس لیے یہ حدیث منقطع ہے۔ (سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۹۶)

امام ابن حجر نے بھی اس روایت کو منقطع قرار دیا ہے (شیخ الہادی ج ۱ ص ۸)

مزید یہ کہ ابن حجر عسقلانی نے دارقطنی میں مذکور دونوں اسناد کو ضعیف کہا

(الدرایہ ج ۲ ص ۲۱۵)

اس حدیث کو وہابی اکابر نے بھی منقطع تسلیم کیا ہے۔ چند ایک حوالہ جات حاضر خدمت ہیں:

۱- وہابیہ کے امام ابن قیم کی سینے فرماتے ہیں کہ

ان حدیث جبیر بن مطعم منقطع لا یثبت وصلہ

(زوائد المعاد ص ۳۳۶، نیل الاوطار ج ۵ ص ۱۳۳)

کہ یہ حدیث منقطع ہے اس کا متصل ہونا ثابت نہیں۔ ابن قیم کا یہ قول وہابی البیاس اثری نے ایام قربانی ۱۳ پر نقل کیا ہے۔

۲- وہابیہ کے شیخ الحدیث اسماعیل سلفی آف گوجرانوالہ لکھتے ہیں کہ جبیر بن مطعم کی حدیث مختلف طریق سے مقطوع، مرفوع، ثقات ضعاف سب سے مروی ہے تمام طریق میں کچھ نہ کچھ نقص ہے۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۱۳ ص ۱۶۹ طبع لاہور)

مزید لکھتے ہیں کہ بعض کم فہم اور متعصب حضرات سارا زور جبیر بن مطعم کی حدیث اور اس پر جرح پر صرف کر دیتے ہیں حالانکہ جبیر بن مطعم کی حدیث استدلال کی بنیاد نہیں ہے بلکہ مؤید ہے۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۱۳ ص ۱۷۱)

۳- وہابیہ کے خواجہ محمد قاسم نے بھی سلفی صاحب کی عبارت اول کو نقل کیا ہے

(ایام قربانی ص ۱۵)

۴- وہابیہ کے مقتدر رہنما عبید اللہ عقیف رقمطراز ہیں کہ حدیث جبیر بن مطعم کے تمام طریق کو علامہ زبیلی اور امام ابن قیم نے منقطع قرار دیا ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث لاہور ۳۰ جولائی ۱۹۸۷ء)

۵- وہابیہ کے جید عالم محمد بشیر بھوپالی بھی لکھتے ہیں کہ حدیث جبیر بن مطعم جس

ہے کہ یہ زیادت غیر محفوظ ہے۔ اس حدیث کی سند میں اختلاف ہے اگر کسی طریق کو ترجیح دی جائے تو اضطراب رفع ہو جاتا ہے لیکن انقطاع باقی رہتا ہے کیوں کہ کوئی طریق رائج انقطاع سے خالی نہیں ہے اور اگر کسی طریق کو ترجیح نہ دی جائے تو اضطراب ثابت رہتا ہے۔ اگر کوئی شبہ کرے کہ حافظ نے تخریج ہدایہ میں لکھا ہے واخرجه الدار قطنی من وجهین اخرین موصولین فیہما ضعف پس دونوں طریق کی وجہ سے اس حدیث کی تقویت ہو جائے گی تو جواب یہ ہے کہ یہ طریق کوئی جدید نہیں ہیں بلکہ طریق موجب اضطراب ہیں جو سب ضعف میں داخل ہیں اور اگر کوئی کہے کہ اس باب میں ابو ہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہما سے یہی روایت ہے یہ دونوں روایتیں حدیث جبر بن مطعم کی حدیث کی تقویت کے لیے کافی ہیں تو جواب یہ ہے کہ حدیث ابو ہریرہ و ابو سعید موضوع ہیں یا شدید الضعف اس لیے تقویت نہیں کر سکتی ہیں اور منقطع و مضطرب جمہور بلکہ کل محدثین کے نزدیک حجت نہیں ہے۔ (فتاویٰ علماے حدیث ج ۱۳ ص ۱۷۸)

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے بھی لکھا ہے کہ اس حدیث کی سند میں اختلاف ہے (مسک الختام ج ۳ ص ۱۳۵)

وہابیہ کے شیخ المقرئ محمد ادریس عاصم نے حدیث مذکور بحوالہ احمد کو امام دارقطنی کے حوالہ سے منقطع تسلیم کیا ہے۔ (۱۱ مسائل قربانی ص ۵۲)

جواب نمبر ۲: اب ہم اس روایت کی سند پر اختصار کے ساتھ جرح کر رہے ہیں۔

۱۔ اس کی سند کا پہلا راوی ہے سوید بن عبد العزیز اس روایت کی دوسری سند بحوالہ بزار و دارقطنی میں نافع بن جبر کا نام سوید بن عبد العزیز کی کارستانی ہے امام بزار فرماتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ سوید بن عبد العزیز کے سوا کسی

قابل احتجاج نہیں جبکہ یہ منفرد ہو۔ (نصب الراية ج ۳ ص ۲۱۳)  
امام بزار کا یہ فرمان وہابی محدث شمس الحق عظیم آبادی نے بھی نقل کیا ہے (الطریق المغنی ج ۳ ص ۲۸۲)

سوید بن عبد العزیز کے متعلق محدثین کی آراء ملاحظہ ہوں۔

امام یحییٰ بن معین نے کہا ایس بشیء ثقہ نہیں ضعیف ہے امام نسائی نے کہا کہ قوی نہیں امام ترمذی نے کہا کہ حدیث میں غلطیاں کرتا ہے امام احمد بن حنبل کے نزدیک متروک الحدیث ہے امام بخاری نے کہا کہ اس کی حدیث محل نظر ہے ابن سعد نے کہا کہ اس کی احادیث منکر ہیں۔ امام ابو حاتم نے کہا کہ لین الحدیث حدیث میں نرم امام یعقوب بن سفیان نے کہا کہ حدیث میں ضعیف ہے امام حاکم نے کہا کہ کمزور ہے ابن حبان کے ہاں بھی ضعیف ہے۔ (تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۲۷۶، میزان الاعتدال ج ۲ ص ۲۵۲) امام ذہبی نے کہا کہ سخت ضعیف ہے (میزان ج ۲ ص ۲۵۲) ابن حجر نے ضعیف کہا (الدرایہ ج ۲ ص ۱۳۵) لین الحدیث ہے (تقریب التہذیب ص ۱۴۰) وہابیہ کے ارشاد الحق اثری نے مذکورہ بالا اقوال جرح نقل کیے (العقب ص ۲۸۶) امام ہاشمی نے بھی متروک قرار دیا ہے (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۶۱) امام بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

(سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۹۶)

۲۔ اس حدیث کا دوسرا راوی سعید بن عبد العزیز ہے۔ یہ اس کا حافظہ آخری عمر میں خراب ہو گیا تھا اور پھر یہ سلیمان سے قدیم السماع بھی نہیں ہے (تہذیب ج ۳ ص ۶۰) وہابیہ کے چوٹی کے محدث ناصر الدین البانی نے اس کے متعلق یہی لکھا ہے۔ (سلسلة الاحادیث الصحیحہ ج ۱ ص ۳۵۸، ج ۹ ص ۲۹۶)

۳۔ تیسرا مرکزی راوی سلیمان بن موسیٰ ہے۔ امام بخاری نے کہا کہ اس کی روایات منکر روایات ہیں (تہذیب ج ۳ ص ۲۳۷)، (کتاب الفقہاء الصغیر مع تاریخ صغیر ص ۲۵۲) امام ترمذی نے کہا کہ اس کی روایات منکر روایات ہیں (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۶۱) امام

ابوداؤد کے نزدیک بھی اس کی روایات منکر ہیں (ابوداؤد ج ۲ ص ۳۶۶) امام نسائی نے بھی کہا لیس بالقوی (تہذیب ص ۳ ص ۲۷۷، کتاب الفضلاء ج ۱ ص ۲۹۲)  
ابن جریج نے سلیمان سے ایک عن الزہری سے حدیث سنی تو ابن جریج نے زہری سے پوچھا تو امام زہری نے اس سے عدم واقفیت کی خبر دی۔

(مسند امام احمد ج ۶ ص ۲۷۷، نصب الرایہ ج ۲ ص ۱۸۵، تاریخ صغیر للبخاری ص ۱۳۸)  
امام بیہقی نے بھی اسے مضطرب فی الحدیث قرار دیا ہے (سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۹۸)  
امام ابن ترکمانی نے بھی اسے مجروح اور ضعیف قرار دیا ہے (الجوہر المکی ج ۹ ص ۲۹۶)  
امام بخاری نے کہا اس کی روایات منکر ہیں نسائی نے ضعیف کہا ابو حاتم نے کہا اضطراب ہے۔ (تہذیب تاریخ دمشق ص ۲۸۶ ج ۶)

جواب نمبر ۳: ایام تشریق کے متعلق چودہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت مروی ہے مگر کسی کے اندر ذبح کا لفظ نہیں بلکہ شرب طعم کھانے پینے وغیرہ کے الفاظ ہیں اختصار سے صحابہ کرام کے اسماء مع حوالہ حاضر ہیں:

۱- حضرت ابو ہریرہ (موار الطمان ص ۲۳۸، مسند امام احمد ج ۲ ص ۲۲۹، ابن جریر ج ۲ ص ۲۰۳)

۲- حضرت بلال، حضرت حمزہ بن عمرو (مسند امام احمد ج ۳ ص ۲۹۳)

۳- حضرت عائشہ صدیقہ (تفسیر و منشور ج ۱ ص ۲۴۵)

۴- حضرت عبداللہ بن حذافہ (سنن دارقطنی ج ۲ ص ۲۱۳، مسند امام احمد ج ۲ ص ۵۱۳)

۵- حضرت کعب بن مالک (صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۶۰)

۶- حضرت عقبہ بن عامر (مسند امام احمد ج ۳ ص ۱۵۲)

۷- حضرت عبداللہ بن عمرو (تخصیص الجیر ج ۲ ص ۱۹۷)

۸- حضرت عبداللہ بن عمر (مسند امام احمد ج ۲ ص ۵۲)

۹- حضرت نبیشہ (مسلم ج ۱ ص ۳۶۰)

۱۲- حضرت بشر بن حکیم (مسند امام احمد ج ۳ ص ۳۱۵، داری ج ۱ ص ۳۵۶، مسند ابوداؤد ج ۲ ص ۵۴۵)

۱۳- حضرت علی (مسند رک ج ۱ ص ۲۲۲)

۱۴- حضرت عمر بن خالدہ اپنی والدہ سے (در منشور ج ۱ ص ۲۲۵)

جواب نمبر ۴: دارقطنی وغیرہ کی سند میں عمرو بن دینار کا نام بھی ہے حالانکہ اس کی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہی نہیں ہوئی نہ ان کے شاگردوں میں ان کا نام ہے اور دوسرا یہ ہے کہ اس سند میں ایک راوی احمد بن عیسیٰ الخشاب ہے جو محدثین کے نزدیک جھوٹا اور حدیثیں گھڑنے والا ہے (میزان الاعتدال ج ۱ ص ۱۲۶، کامل ابن عدی ج ۱ ص ۱۹۳، تقریب ص ۱۵) البانی وہابی نے بھی اسے کذاب کہا ہے۔

(سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ ج ۱ ص ۲۹۳)

اسی سند کا ایک راوی ابوسعید ہے جس کے متعلق شمس الحق عظیم آبادی نے لکھا ہے کہ ”لین“ یعنی وہ کمزور تھا (علق المنی ج ۲ ص ۲۸۳)

دلیل نمبر ۲: شوکانی وابن قیم نے عن اسامہ بن زید عن جابر سے یہ روایت نقل کی ہے:

ایام منی کل منحصر

جواب: یہ الفاظ حدیث کی کتب میں موجود نہیں یہ وہابیوں کی صرف خوش فہمی ہے۔ اسامہ بن زید جو اس کا راوی ہے کے متعلق یحییٰ اللقطنی نے جب سنا کہ یہ عن عطا عن جابر سے روایت کرتا ہے تو کہا کہ گواہ ہو جاؤ کہ میں نے اس سے حدیث ترک کر دی ہے۔ دارقطنی نے کہا کہ امام بخاری نے بھی اس وجہ سے اس سے حدیث ترک کی (تہذیب ج ۱ ص ۳۰۹، کامل ابن عدی ج ۱ ص ۳۸۵) امام ابو حاتم اور امام نسائی کے نزدیک اسامہ ضعیف ہے (تہذیب ج ۱ ص ۳۰۹) دوسری بات یہ کہ اسامہ کے تمام شاگردوں نے سند حدیث میں کسی سے مذکور الفاظ نقل نہیں کیے بلکہ من کل صخر کے الفاظ نقل کیے نہ کہ ایام کے



اور پھر یہ کہ امام ابن حجر عسقلانی نے مذکورہ الفاظ کو غیر محفوظ قرار دیا ہے (تفہیم الجہد ج ۲ ص ۱۳۶) اسی طرح ایک روایت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بیان کی جاتی ہے۔ اس میں ایک ایک راوی ہے معاویہ بن یحییٰ جس کے متعلق ابن عدی نے کہا ابن معین نے کہا کہ ایسے بشیء وہ کوئی چیز نہیں ابن عدی نے کہا یہ ضعیف ہے (کامل ابن عدی ج ۲ ص ۳۹۰) امام نسائی اور امام ابو حاتم کے نزدیک بھی یہ ضعیف ہے اور اس سند سے یہ روایت موضوع من گھڑت ہے (البتایہ ج ۴ ص ۱۷۷) معاویہ بن یحییٰ صدیقی پر مزید جرح کے لیے دیکھیے (میزان الاعتدال ج ۴ ص ۱۳۸) تقریب التہذیب ص ۳۴۲ جوڑ جانی نے کہا کہ یہ ذائب الحدیث ہے ابو زرہ نے کہا کہ قوی نہیں اس کی احادیث منکر ہیں امام ابو حاتم نے کہا کہ ضعیف ہے امام ابو داؤد اور امام نسائی غیر ثقہ کہتے ہیں امام نسائی ایک مقام پر ضعیف کہتے ہیں اور دوسری جگہ ایسے بشیء کچھ شے نہیں کہتے ہیں ابن حبان نے کہا کہ اپنے وہم سے حدیث بیان کرتا ہے ساجی نے کہا کہ اس کی احادیث بہت ضعیف ہیں امام بخاری نے ضعفاء میں شمار کیا ہے امام زہری نے کہا کہ اس کی احادیث منکر اور موضوعات کے مشابہ ہیں (تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۲۱۹) وہابیہ کے مجدد نو اب صدیق حسن بھوپالی نے معاویہ بن صالح کو ضعیف لکھا ہے (مسک الختام ج ۴ ص ۱۳۶)

مسئلہ ہذا میں امام الوہابیہ وحید الزماں سے تائید:

امام الوہابیہ وحید الزماں لکھتے ہیں کہ:

امام مالک اور امام سفیان ثوری اور امام احمد اور امام ابو حنیفہ اور اکثر اہل حدیث کا یہ قول ہے کہ قربانی بارہویں تاریخ تک کرنا درست ہے۔ (تیسرے بارہویں ج ۵ ص ۳۷۳) وہابی عالم زاہدی نے بھی جبیر بن مطعم کی روایت کے بنیادی راوی سلیمان بن موسیٰ کو ضعیف قرار دیا ہے اور اس پر جرح نقل کی ہے (تحقیق الغایہ ص ۱۸۶) علامہ

تکبیرات عیدین:

اہل سنت و جماعت کے نزدیک عیدین کی نماز میں چھ زائد تکبیریں کہنی چاہئیں مگر وہابیہ کے نزدیک بارہ تکبیریں ہیں۔ پہلے ہم اہل سنت کے دلائل پھر وہابیہ کے دلائل کے جوابات تحریر کرتے ہیں۔

۱- عن مکحول اخبرنی ابو عائشہ جلیس لابی ہریرۃ ان سعید بن عاص سال اباموسیٰ الاشعری وحذیفۃ ابن الیمان کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکبر فی الاضحی والفطر فقال ابو موسیٰ کان یکبر اربعۃ تکبیرہ علی الجنائز فقال حذیفۃ صدق فقال ابو موسیٰ کذلک کنت اکبر فی البصرۃ حیث کنت علیہم قال ابو عائشہ وانا حاضر سعید بن عاص۔

(سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۱۶۳، شرح معانی الآثار ج ۲ ص ۴۳۹، مسند امام احمد ج ۳ ص ۴۱۶)

حضرت مکحول فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد رشید حضرت ابو عائشہ نے خبر دی کہ حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت حذیفہ بن یمان سے پوچھا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی نماز میں تکبیرات کیسے کہتے تھے تو حضرت ابو موسیٰ اشعری نے فرمایا کہ چار چار تکبیریں (رکوع کی تکبیر کے سمیت) کہتے تھے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ کی تکبیریں کہتے تھے حضرت حذیفہ نے فرمایا کہ یہ سچ کہتے ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری نے فرمایا کہ جب میں بصرہ کا حاکم تھا تو اس طرح تکبیریں کہتا تھا۔ حضرت ابو عائشہ کہتے ہیں کہ میں حضرت سعید بن عاص کے ساتھ حاضر تھا۔

اس حدیث کو وہابیہ کے چوٹی کے محدث ناصر الدین البانی نے صحیح قرار دیتے لکھا ہے کہ حسن صحیح (صحیح ابی داؤد ج ۱ ص ۲۱۳، تلخیص بیروت)

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگرچہ شش عشر الحوت عظیم

آبادی رقمطراز ہیں کہ:

كان النبي صلى الله عليه وسلم يكبر اى كل ركعة (اربعا) اى متوالية والبعنى مع تكبيرة الاحرام فى الركعة الاولى ومع تكبيرة الركوع فى الثانية (عن المبرورج ص ۳۷ طبع لبنان)

۲- عن علقه والاسود بن يزيد قال كان ابن مسعود جالساً وعنده حذيفة وابو موسى الاشعري فسألها سعيد بن العاص عن التكبير فى الصلوة يوم الفطر والاضحى فجعل هذا يقول سل هذا وهذا يقول سل هذا فقال له سل هذا بعبد الله ابن مسعود فسأله فقال ابن مسعود يكبر اربعا ثم يقرأ ثم يكبر فيركع ثم يقوم فى الثانية فيقرأ ثم يكبر اربعا بعد القراءة

(مصنف عبد الرزاق ج ۳ ص ۲۹۳، المعجم الكبير طبرانی ج ۹ ص ۳۰۳، طحاوی ج ۲ ص ۳۴۰)

حضرت علقمہ اور حضرت اسود بن یزید سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے اور آپ کے پاس حضرت حذیفہ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما بھی رونق افروز تھے حضرت سعید بن عاص نے ان دونوں سے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز کی تکبیر کے بارے سوال کیا انہوں نے کہا کہ ان سے پوچھو وہ کہنے لگے ان سے سوال کرو۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود سے سوال کرو پس انہوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے سوال کیا تو حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا، کہ (تکبیر تحریمہ کے سمیت) چار تکبیریں کہے پھر قرأت کرے پھر تکبیر کہہ کر رکوع کرے پھر دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے اور قرأت کرے پھر قرأت کے بعد (تکبیر رکوع سمیت) چار تکبیریں کہے۔

اختصار مائع ہے مگر نہ ہمارے پاس نماز عیدین میں چھ زائد تکبیروں کے

ثبوت میں چار مرفوع احادیث مبارکہ کی بارہ روایات اور بارہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی مقوف احادیث کی ۵۴ روایات اور بارہ سے زائد اکابر تابعین کے سولہ روایات موجود ہیں۔

**وحید الزماں حیدر آبادی کی گواہی:**

امام الوہابیہ وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں کہ:

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سند صحیح ثابت ہے کہ پہلی رکعت میں پانچ تکبیریں کہے مع تکبیر تحریمہ اور رکوع کے اور دوسری رکعت میں چار مع تکبیر رکوع کے اور ظاہر ہے کہ یہ امر قیاس سے معلوم نہیں ہو سکتا تو ابن مسعود نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہوگا۔ (سنن ابوداؤد مترجم ج ۱ ص ۷۰ طبع لاہور)

**مولوی منیر قمر**

وہابیہ کے مولوی منیر قمر لکھتے ہیں کہ:

صحابہ کرام میں سے حضرت ابن مسعود ابن موسیٰ اشعری اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہم اور تابعین میں سے امام سفیان ثوری اور آئمہ میں سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے بعد اور قرأت سے پہلے تین تکبیریں اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد تین تکبیریں۔

(عیدین و قربانی ص ۷۴، ۷۵)

**وہابیہ کے دلائل کے جوابات**

**دلیل اوّل:**

وہابیہ ترمذی شریف سے ایک روایت پیش کرتے ہیں کہ کثیر بن عبد اللہ اپنے والد اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نماز عید میں بارہ تکبیریں

## الجواب:

اس روایت کا مرکزی راوی کثیر بن عبد اللہ ضعیف ہے۔ امام یحییٰ بن معین نے کہا کہ یہ کوئی چیز نہیں، امام احمد کے نزدیک اس کی حدیث قابل اعتبار نہیں، امام شافعی اور امام ابو داؤد اسے جھوٹ کے ارکان میں سے بتاتے ہیں، امام دارقطنی نے کہا کہ متروک الحدیث ہے، امام ابو حاتم نے کہا کوئی شے نہیں، امام نسائی نے کہا کہ ثقہ نہیں، امام ابن حبان نے کہا کہ اس کی عن ابیہ عن جدہ کی روایات موضوع ہیں، امام احمد اسے منکر الحدیث قرار دیتے ہیں، عبد اللہ بن احمد نے کہا کہ اس کی روایت ہم نہیں لیتے، امام ابو زرہ نے کہا کہ قوی نہیں (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۲۰۶ تہذیب اجتہاد ج ۸ ص ۲۲۳) امام شافعی، ابو داؤد اور ابن حبان کے مذکور اقوال کو وہابیہ کے وحید الزماں نے بھی نقل کیا ہے (ابن ماجہ مترجم ج ۱ ص ۶۳۶)

## دلیل دوم:

ابو داؤد سے ایک روایت پیش کی جاتی ہے کہ عمرو بن شعیب کے والد ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ عید الفطر میں بارہ تکبیریں ہیں۔ (طحا)

## الجواب:

اس روایت کی سند میں ایک راوی عبد اللہ بن عبد الرحمن الطائفی ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں اس کی روایت محل نظر ہے (ضعفاء للبخاری ص ۱۹) امام زیلعی فرماتے ہیں کہ ابن قطان نے اسے ضعیف قرار دیا (نصب الراية ج ۲ ص ۲۱۷) ذہبی نے لکھا ہے کہ مرہ نے اسے ضعیف کہا، امام نسائی نے اسے کہا کہ یہ غیر ثقہ ہے، امام ابو حاتم نے بھی یہی کہا ہے، ابن عدی نے بھی اس کی روایت عمرو بن شعیب کی وجہ سے اسے رد کیا (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۲۵۲)

## دلیل سوم:

ابو داؤد سے وہابی روایت پیش کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام عیدین کی نماز کی پہلی رکعت میں سات تکبیریں کہتے تھے۔

## الجواب:

اس حدیث کے متعلق وہابیہ کے مجتہد وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس کی اسناد میں ابن لہیعہ ہے۔ کہا حاکم نے منفرد ہوا ساتھ اس حدیث کے ابن لہیعہ اور وہ ضعیف ہے (ابو داؤد مترجم ج ۱ ص ۴۳۱)

وہابیہ کے مستند عالم محی الدین عبد الحمید لکھتے ہیں کہ ابن لہیعہ میں کلام ہے (حاشیہ ابو داؤد مصری ج ۱ ص ۲۷۵) وہابیہ کے امام امیر میمانی نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے (سبل السلام ج ۱ ص ۲۰ ج ۱ ص ۱۳۲ ج ۱ ص ۴۳) وہابیہ کے قاضی شوکانی نے بھی اے ضعیف اور ذاہب الحدیث کہا ہے (فوائد الجوع ص ۲۱۳، ۲۱۶) وہابیہ کے محدث عبد الرحمن مبارکپوری نے اسے ضعیف اور متروک الحدیث قرار دیا ہے (تختہ الاحوذی ج ۱ ص ۲۱ ج ۱ ص ۴۲ ج ۱ ص ۱۵) وہابیہ کے عبد الرشید انصاری نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے (الرسائل ص ۴۷۱، ص ۴۷۲)

امام ترمذی نے اسے محدثین کرام کے حوالہ سے ضعیف قرار دیا ہے (جامع ترمذی ج ۱ ص ۸) وہابی وحید الزماں لکھتے ہیں کہ اس کی سند میں ابن لہیعہ ضعیف ہے اور دارقطنی نے علل میں کہا کہ اس حدیث میں اضطراب ہے، ترمذی نے علل کبریٰ میں کہا میں نے بخاری سے پوچھا اس حدیث کو انہوں نے اسے ضعیف کہا اور میں نے سمجھتا کہ اس کو کسی نے روایت کیا ہو سوا ابن لہیعہ کے اور دارقطنی نے عمار اور ابن عمر سے بھی ایسا ہی نکالا لیکن دونوں کے اسناد ضعیف ہیں (ابن ماجہ مترجم ج ۱ ص ۶۳۶ طبع لاہور) وہابیہ کے مفتی ثناء اللہ نے بھی ابن لہیعہ کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے۔

## دلیل چہارم:

ابن ماجہ میں ہے کہ حضرت سعد نے حضور ﷺ سے نمازِ عید میں بارہ تکبیریں نقل کی ہیں۔

## الجواب:

اس کی سند میں عبد الرحمن بن سعد بن عمار سعد القرظ راوی ہے جو کہ ضعیف ہے۔ (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۵۶۶) اور اس سند کا دوسرا راوی سعد بن عمار مجہول ہے۔

(میزان الاعتدال ج ۲ ص ۱۲۳)

وہابیہ کے مجتہد وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں کہ اس حدیث کا اسناد ضعیف ہے جیسے عراقی نے کہا (ابن ماجہ مترجم ج ۱ ص ۶۳۳ طبع لاہور)

انگریز کے منہوس قدم سے پہلے ہندوستان کے تمام مسلمان چھ زائد تکبیروں سے نمازِ عید ادا کرتے تھے بلکہ وہابی بھی مگر وہابیہ کے مولوی عبد الوہاب دہلوی نے سب سے پہلے یہ بدعت ایجاد کر کے اس فتنہ کی بنیاد رکھی۔

(مکمل نماز ص ۱۹ مقدمہ تفسیر ستاری)

تکبیراتِ عید کے متعلق راقم الحروف نے ایک تحقیقی و تفصیلی مضمون تحریر کیا ہے جو کہ ان شاء اللہ تعالیٰ جلد ہی زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر منظرِ عام پر آ جائے گا۔ واللہ الحمد۔

## خصی جانور کی قربانی

عن جابر بن عبد اللہ قال ذبح النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الذبح کبشین اقرنین املحین موجدین،

(سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۰، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۷۳ مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۲۸)

حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ نمازِ عید میں ﷺ زکوٰۃ لے کر

دوسری رنگ کے سینگوں والے خصی مینڈھے ذبح کیے۔

وہابیہ کے مجتہد وحید الزماں نے یہی نقل کیا ہے۔ (لغات الحدیث ج ۲ ص ۱۵ کتاب "ض") وہابیہ کے شیخ الکل نذیر حسین دہلوی نے لکھا ہے کہ خصی کی قربانی جائز ہے کیوں کہ رسول ﷺ نے خصی کی قربانی کی ہے عن عائشہ قالت ضحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکبشین سنینین عظیمین املحین اقرنین موجدین ..... اور بہت سی حدیثیں اس مضمون کی آئیں ہیں (فتاویٰ نذیریہ ج ۳ ص ۲۵۹، فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۸۰۷) وہابیہ کے امام قاضی شوکانی نے متعدد احادیث سے یہی ثابت کیا ہے (نیل الاوطار ج ۵ ص ۱۲۷)

وہابیہ کے مولوی منیر قر نے بھی یہی لکھا ہے۔ (عیدین قربانی ص ۱۹۳)

## قربانی کے جانور کی عمر کا مسئلہ

قربانی کے جانور کی عمر کے بارے حدیثِ پاک میں مسنۃ کا لفظ آیا ہے وہابیہ بعض اہل لغت کے حوالے پیش کر کے فقہاء کے بارے نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں اور یہ وہابی اس کا معنی دوندہ کرتے ہیں حالانکہ یہ ان لوگوں کی جہالت ہے غور کیجئے کہ اگر کوئی ان کے اصول کے مطابق صلوٰۃ کا لغوی معنی دعا ہی مراد لے اور حج کا لغوی معنی ارادہ اور زکوٰۃ کا لغوی معنی پاکی ہی مراد لے اور شرعی معنی سے منہ موڑ لے تو پھر کیا وہابی اس کی بھی تائید کریں گے۔

ہم یہاں پر خوفِ طوالت کی وجہ سے صرف وہابیہ کے اکابر سے اپنا موقف ثابت کرنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں کہ:

مسنۃ ایک برس کی بکری اور تین برس کی گائے اور چھ برس کے اونٹ کو کہتے ہیں۔ اس سے کم سن جانور قربانی میں درست نہیں اور حنفیہ اور حنابلہ کے



نزدیک دو برس کی گائے اور پانچ برس کا اونٹ بھی درست ہے مؤطا امام مالک (مترجم ص ۳۶۷ طبع لاہور) یہی وحید الزماں لکھتے ہیں کہ:

مسنة وہ اونٹ ہے جو پورے پانچ برس کا ہو کر چھٹے میں شروع ہوا ہو اور گائے نیل بھینس میں وہ ہے جو دو برس کا پورا ہو کر تیسرے میں شروع ہوا ہو اور بکری اور دنبہ اور بھیڑ میں وہ ہے جو ایک برس کا پورا ہو کر دوسرے میں شروع ہو۔

(ابوداؤد مترجم ج ۲ ص ۴۰۹ طبع لاہور)

وہابیہ کے مجتہد وحید الزماں نے قربانی کے جانور کے بارے امام احمد بن حنبل کے حوالے سے لکھا ہے کہ وہ بکری ہے جو ایک برس کی ہو کر دوسرے میں لگی ہو اور گائے جو دو برس کی ہو کر تیسرے میں لگی ہو اور اونٹنی جو پانچ برس کی ہو کر چھٹے میں لگی ہو یہی حکم ہے نہ کہ۔ (لغات الحدیث ج ۱ ص ۵۳ کتاب "ش")

دوسری جگہ وحید الزماں نے انسان ہم کے معنی نوع کیا ہے (لغات الحدیث ج ۱ ص ۳۲) مولوی وحید الزماں نے اپنی دوسری کتب میں بھی قربانی کے جانور کی عمر کو شرط قرار دیا ہے نہ کہ ان کے دو ندا ہونے کو دیکھئے (کنز الحقائق ص ۱۹۴، نزول الابرار ج ۳ ص ۹۵) مزید لکھا ہے کہ مسنة وہ جانور جس کا سن قربانی کے لائق ہو گیا وہ اونٹ میں پانچ برس ہیں جو چھٹے میں لگا ہوا ہو گائے نیل میں دو برس جو تیسرے میں لگا ہوا ہو بھیڑ بکری میں ایک برس جو دوسرے میں لگا ہو (سنن نائی مترجم وحید الزماں ج ۳ ص ۲۵۳) مزید لکھا ہے کہ مسنة جو ایک برس کا ہو کر دوسرے میں لگا ہو (صحیح مسلم ج ۳ ص ۲۱۶)

نذیر حسین دہلوی:

وہابیہ کے شیخ اکل مولوی نذیر حسین دہلوی قربانی کے جانور کے بارے لکھتے ہیں کہ:

اور سن بکری کا ایک سال یعنی ایک سال پورا اور دوسرا شروع اور گائے اور بھینس کا دو سال (یعنی دو سال پورے اور تیسرا شروع اور اونٹ کا پانچ سال پورا اور

چھٹا شروع ہونا چاہئے اور بھیڑ ایک سال سے کم کی بھی جائز ہے بشرطیکہ خوب موٹی اور تازی ہو کہ سال بھر کی معلوم ہوتی ہو..... مسنة ہر جانور میں سے شئی کو کہتے ہیں اور شئی کہتے ہیں بکری میں سے جو ایک سال کا ہو اور دوسرا شروع اور گائے بھینس میں جو دو سال کی ہو اور تیسرا شروع اور اونٹ کا جو پانچ سال کا ہو اور چھٹا شروع ہو

قوله الامسنة قال العلماء هي الثنية من كل شئ من الابل من البقر والغنم انتهي ما في نيل الاوطار والثني من الشاة مادخل في السنة الثانية كذا في مفردات القرآن الامام راغب القاسم الحسين وهو التقديم على الغزالي والبيضاوي (مسنة کا مطلب علماء نے یہ بیان کیا ہے کہ اونٹ بکری اور گائے میں جو شئی ہو شوکانی نے نیل الاوطار میں کہا ہے شئی اسے کہتے ہیں جو سال پورا کر کے دوسرے سال میں داخل ہو جائے مفردات القرآن امام راغب میں بھی اسی طرح تحریر ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ ج ۳ ص ۲۵۷، فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۸۰۵)

مذکور فتویٰ پر نذیر حسین دہلوی اور وہابیہ کے محدث عبدالرحمن مبارکپوری کے بھی دستخط ہیں۔ اسی صفحہ کے حاشیہ میں ہے کہ بھیڑ اور بکری کا مسنة وہ ہے جو ایک سال کا ہو اور گائے سے وہ ہے جو دو سال کا ہو اور اونٹ سے جو پانچ سال کا ہو اور بھینس گائے کے حکم میں ہے (فتاویٰ نذیریہ ج ۳ ص ۲۵۷)

ثناء اللہ امرتسری:

وہابیہ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری قربانی کے جانور کی عمر کے بارے میں لکھتے ہیں کہ بکری ایک برس سے زیادہ کی ہو تو جائز ہے دونوں دانت نکلے ہوں تو بہتر ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۸۰۸ طبع لاہور)

## نواب صدیق حسن بھوپالی، محی الدین ابوالبرکات

دہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے (مسک الختام ج ۳ ص ۱۳۶)

اور دہابیہ کے مولوی محی الدین نے (حمی زبور المعروف فقہ حمید ج ۲ ص ۷۹)

پر قربانی کے جانور کی عمر کا ہی لکھا ہے اور دو نڈا ہونے کو شرط نہیں بتایا۔ دہابیہ کے شیخ الحدیث ابوالبرکات نے لکھا ہے کہ:

چھتر، دنبہ اون والے جانور ہوں تو ایک سال کا ہونا ضروری ہے۔

(فتاویٰ برکاتیہ ص ۲۵۳)

## ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور:

بھیڑ یا دنبہ قربانی کے وقت ایک سال کا ہونا چاہئے۔

(ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور ۷ مارچ ۲۰۰۰ء ص ۱۱)

ایک سال سے کم عمر کا جانور دنبہ کے سوا کسی صورت میں جائز ہی نہیں۔

(ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور ۲۱-اپریل ۲۰۰۰ء)

قربانی کے اونٹ اور گائے میں صرف سات حصے دار ہو سکتے ہیں:

اہل سنت و جماعت کے نزدیک قربانی کے اونٹ اور گائے میں صرف سات

حصے دار ہو سکتے ہیں مگر دہابیہ کے نزدیک اونٹ میں دس حصے دار ہو سکتے ہیں۔

ہمارے موقف کی دلیل ملاحظہ ہو

عن جابر بن عبد اللہ قال نحرنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم عامر الحدیبیۃ البدنة عن سبعة والبقر عن سبعة

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۲۲، جامع ترمذی ج ۱ ص ۱۸۰، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۲، سنن ابن ماجہ ص ۲۳۳، مشکوٰۃ

المصابیح ص ۱۲۷، صحیح ابن حبان ج ۷ ص ۱۲۷، بلوغ المرام ص ۱۰۲ مؤطا امام مالک ص ۲۹۸، سنن دارقطنی ج ۲ ص ۲۳۳،

صحیح ابن خزيمة ج ۳ ص ۳۸۸، سنن داری ج ۲ ص ۱۰۷)

جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ہم نے نحر کیا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ

حدیبیہ کے سال اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے اور گائے ذبح کی سات آدمیوں کی طرف سے۔ (ابوداؤد مترجم وحید الزماں ج ۲ ص ۲۱۳) دہابیہ کے مجتہد وحید الزماں نے بھی قربانی کے اونٹ میں سات حصے ہی لکھا ہے۔

(کنز الھنای ص ۱۹۳، نزول الابرار ج ۳ ص ۹۵)

حدیث بالا نقل کرنے کے بعد وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں کہ ابوحنیفہ اور شافعی اور اکثر علماء کا یہی قول ہے (سنن ابوداؤد مترجم ج ۲ ص ۲۱۳)

## بھینس کی قربانی جائز ہے

اہل سنت و جماعت کے نزدیک بھینس گائے کی قسم سے ہے اس لیے اس کی قربانی جائز ہے مگر دہابیہ آج کل اس پر بھی شور برپا کرتے ہیں۔ اتمام حجت کے لیے ہم دہابیہ کے اکابر کے حوالہ جات نقل کر رہے ہیں۔

نذیر حسین دہلوی:

بھینس گائے کے حکم میں ہے (یعنی قربانی جائز ہے)

(فتاویٰ نذیریہ ج ۳ ص ۲۵۸ حاشیہ)

## ثناء اللہ امرتسری:

سے سوال ہوا بھینس کے حلال ہونے اور قربانی کے جائز ہونے پر اس پر جواب یہ لکھا کہ جہاں حرام چیزوں کی فہرست دی ہے وہاں یہ الفاظ مرقوم ہیں۔

قل لا اجد فی ما اوحی محرما علی طاعم یطعمہ الا ان یکون

میتة اود ما مسفوحا

ان چیزوں کے سوا جس کی حرمت ثابت نہ ہو وہ حلال ہے بھینس ان

ہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۸۰۹)

مزید فتاویٰ مذکور میں ہے کہ اگر اس کو جنس بقر میں مانا جائے جیسا کہ حنفیہ کا پاس ہے کافی الہدایہ یا عموم بھیمۃ الانعام پر نظر ڈالی جائے تو حکم جواز قربانی کے لیے یہ علت کافی ہے (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۸۱۰) وہابیہ کے مفتی ابوالبرکات نے بھی یہی لکھا ہے اور اس پر وہابیہ کے محدث حافظ محمد گوندلوی کے بھی دستخط ہیں (فتاویٰ برکاتیہ ص ۳۳۲) وہابیہ کے امام عبدالستار دہلوی نے بھی یہی لکھا ہے۔

(فتاویٰ ستاریہ ج ۳ ص ۲۴۲ فتاویٰ علمائے حدیث ج ۱۳ ص ۳۶)

وہابی مولوی نعیم الحسن ملتانی نے اس مسئلہ پر ایک تفصیلی کتاب بھینس کی قربانی کے جواز پر لکھی ہے۔

آج کل بعض وہابیہ کو یہ بھی کہتے سنا گیا ہے کہ عقیقہ میں گائے نہیں ہو سکتی لاکہ ان کے علماء کے فتوے کے مطابق گائے میں عقیقہ ہو سکتا ہے قربانی کی روح سات حصے ہیں۔ (نیل الاوطار ج ۵ ص ۱۳۶ فتاویٰ علمائے حدیث ج ۱۳ ص ۱۹۵)

گھوڑے کا گوشت کھانا منع ہے اور اس کی قربانی جائز نہیں

اہل سنت و جماعت کے نزدیک گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ تحریمی ہے اور اس کی قربانی جائز نہیں ہے مگر وہابیہ کے نزدیک گھوڑا حلال ہے۔ (فتاویٰ اہل حدیث ج ۲ ص ۵۵۷، فتاویٰ ستاریہ ج ۱ ص ۱۳۷) اور اس کی قربانی بھی جائز ہے۔ (فتاویٰ ستاریہ ج ۱ ص ۱۳۷) مگر گھوڑے کے گوشت کے منع ہونے پر احادیث درج کر رہے ہیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے گھوڑے اور لدھے اور خچر کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

(سنن نسائی ج ۲ ص ۱۷۶، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۱۷۵، بخاری ج ۲ ص ۲۹۵، سنن دارقطنی ج ۳ ص ۲۸۷)

۱۔ حضرت حابر سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے گھوڑے کا گوشت کھانے سے

مرغ اور انڈے کی قربانی جائز نہیں:

وہابیہ کے نزدیک مرغ اور انڈے کی قربانی جائز ہے

(فتاویٰ ستاریہ ج ۲ ص ۱۷۲، مقاصد الامت ص ۵ ج ۳ ص ۱۴۰)

حالانکہ پورے ذخیرہ حدیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے خود وہابیہ کے اکابر نے اس کی تفصیلی تردید کی ہے تفصیل وہابیہ کی مستند کتاب (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۱۳ ص ۷۴) پر درج ہے۔

مسائل قربانی میں وہابیہ کی نئی بدعتیں:

۱۔ وہابیہ کے امام عبدالوہاب دہلوی کے نزدیک چار آٹھ آنے کا گوشت بازار سے خرید کر قربانی کے دنوں میں تقسیم کر دینا قربانی ہے (مقاصد الامت ص ۵) نیز قربانی اور نیاز بیت اللہ کے روپیہ کسی دوسرے مصرف یعنی کسی کار خیر میں مثل مسجد وغیرہ کے اپنے ملک ہندوستان میں صرف کر دینا جائز ہے (مقاصد الامت ص ۵) نیز قربانی کا روپیہ بیت اللہ میں ایک مالدار شخص کے حوالے کر دے اور اس میں یہ خیال کرے کہ دینے والے کو ایک لاکھ کا ثواب ہو گیا اور پھر اس روپیہ کو ہندوستان لا کر مسجدیں وغیرہ بنانا جائز ہے۔ (مقاصد الامت ص ۳)

قربانی کے حصہ داروں میں مرزائی شریک ہو تو بھی قربانی جائز ہے۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ج ۱۳ ص ۸۹)

قارئین کرام ہم نے احتاف اہل سنت کے دلائل اور وہابیہ کے دلائل کے جوابات لکھ دیئے ہیں آج کل وہابیہ ان مسائل پر بڑا شور کرتے ہیں اور اہل سنت پر بدعتی ہونے کے فتوے لگاتے ہیں۔ عوام اہل سنت کو خبردار رہنا چاہیے امید واثق ہے کہ ہماری یہ تحریر عوام اہل سنت کی تسلی و تشفی اور مخالفین کا منہ بند کرنے کے لیے کافی ہوگی۔ اس تحریر سے کسی کی دل آزاری مقصود نہیں بلکہ احقاق حق اور ابطال

ہم پر بدعتی ہونے کے فتوے لگانے والے اپنے گریبان میں جھانکیں۔ وہابیہ کے محدث عبداللہ روپڑی کے نزدیک عید کی نماز سے پہلے خطبہ تلاوت نعت یا وعظ وغیرہ سب خلاف سنت ہے۔ (فتاویٰ اہل حدیث ج ۲ ص ۵۹ فتاویٰ علمائے حدیث ج ۳ ص ۱۹۸) اور پھر عید گاہ میں منبر لے کر جانا بھی خلاف سنت ہے (حوالہ مذکورہ)

وہابیہ کے اس فتوے سے معلوم ہوا کہ وہابی خود خلاف سنت کام کرتے ہیں اور قرآن و حدیث سے ان کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆☆

## نام نہاد وہابی محدث مولوی زبیر علی زئی کا

### احناف کے موقف کی حقانیت کا اقرار

سوال و جواب ہم ہدیہ قارئین کر رہے ہیں۔

**سوال:** محترم الشیخ صاحب! میرے اس خط اور میرے مندرجہ ذیل سوال کو ماہنامہ ”الحدیث“ میں شائع کریں۔ سوال یہ ہے کہ کیا چوتھے دن قربانی کرنا قرآن و حدیث سے ثابت ہے؟ میں نے بعض علماء سے سنا ہے کہ چوتھے دن قربانی کرنے والی جو احادیث ہیں وہ ضعیف ہیں اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ قربانی تین دن ہے۔ اس سلسلے میں ہفت روزہ اہل حدیث میں فضیلۃ الشیخ عبدالستار حماد حفظہ اللہ نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ قربانی چار دن ہے ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

فضیلۃ الشیخ نے لکھا ہے کہ ”قربانی“ عید کے بعد تین دن تک کی جاسکتی ہے۔ عید دسویں (۱۰) ذوالحجہ کو ہوتی ہے اس کے بعد تین دنوں کو ایام تشریق کہتے ہیں۔ ایام تشریق کو ذبح کے دن قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمام ایام تشریق ذبح کے دن ہیں۔ (مسند امام احمد ص ۸۲ ج ۴) اگرچہ اس روایت کے متعلق کہا جاتا ہے کہ منقطع ہے لیکن امام ابن حبان اور امام بیہقی نے اسے موصول بیان کیا ہے اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ (صحیح الجامع الصغیر: ۴۵۳۷)

بعض فقہاء نے عید کے بعد تین دنوں تک قربانی کا احادیث سے حوالہ دیا ہے۔



دلیل درج ذیل امر ہے:

قربانی یوم الاضحیٰ کے بعد دو دن تک ہے۔ (بیہقی ص ۲۹۷ ج ۹) لیکن یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنا قول ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرفوع حدیث کے مقابلہ میں پیش نہیں کیا جاسکتا لہذا قابل حجت نہیں۔ علامہ شوکانی نے اس کے متعلق پانچ مذاہب ذکر کئے ہیں پھر اپنا فیصلہ بایں الفاظ لکھا ہے: ”تمام ایام تشریق ذبح کے دن ہیں اور وہ یوم النحر کے بعد تین دن ہیں“۔ (نیل الاوطار ص ۱۲۵ ج ۵)

واضح رہے پہلے دن قربانی کرنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی پر عمل پیرا رہے ہیں لہذا بلا وجہ قربانی دیر سے نہ کی جائے اگرچہ بعض حضرات کا خیال ہے کہ غرباء مساکین کو فائدہ پہنچانے کے لیے تاخیر کرنا افضل ہے لیکن یہ محض ایک خیال ہے جس کی کوئی منقول دلیل نہیں ہے۔ نیز اگر کسی نے تیرہ (۱۳) ذوالحجہ کو قربانی کرنا ہو تو غروب آفتاب سے پہلے پہلے قربانی کر دے کیونکہ غروب آفتاب کے بعد اگلا دن شروع ہو جاتا ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث جلد ۳۸-۳۹ رجب الثانی ۱۴۲۸ھ ۲۷ اپریل تا ۳ مئی ۲۰۰۷ء)

یہ وہ دلائل ہیں جن کو حافظ عبدالستار رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔

محترم الشیخ صاحب مندرجہ بالا دلائل اور ان کے علاوہ چوتھے دن قربانی کے جتنے دلائل ہیں ان کو بیان کریں اور ان کی اسنادی حیثیت کو واضح کریں اور اس مسئلہ قربانی کے بارے میں صحیح ترین تحقیق بیان فرمائیں اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

اس سوال کو الٰہدیت میں شائع کریں اور اس کا جواب تحریر فرما کر جوابی لفافے میں بھی ارسال فرمائیں۔

خرم ارشاد محمدی

دولت نگر، گجرات

الجواب: مسند احمد (۳/۸۲۰۴ ج ۱۶۷۵۲) والی روایت واقعی منقطع ہے۔

سلیمان بن موسیٰ نے سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔ امام بیہقی نے اس روایت کے بارے میں فرمایا: ”مرسل“ یعنی منقطع ہے۔

(السنن الکبریٰ ج ۵ ص ۲۳۹ ج ۹ ص ۲۹۵)

امام ترمذی کی طرف منسوب کتاب العلل میں امام بخاری سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: ”سلیمان لم یدرک احدًا من أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم“ سلیمان (بن موسیٰ) نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی کو بھی نہیں پایا۔ (العلل الکبریٰ ۳۱۳/۱)

اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ کسی صحیح دلیل سے یہ ثابت نہیں ہے کہ سلیمان بن موسیٰ نے سیدنا جبیر رضی اللہ عنہ کو پایا ہے۔ آنے والی روایت (نمبر ۲) سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ سلیمان بن موسیٰ نے سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نہیں سنی۔ نیز دیکھئے نصب الراية (۶۱/۳)

روایت نمبر ۲: صحیح ابن حبان (الاحسان: ۳۸۴۳ دوسرا نسخہ: ۳۸۵۴) والکامل لابن عدی (۳/۱۱۸۸ دوسرا نسخہ: ۲۶۰/۳) والسنن الکبریٰ للبیہقی (۹/۲۹۶۲۹۵) اور مسند البزار (کشف الاستار ۲/۱۱۲۶ ج ۲) وغیرہ میں ”سلیمان بن موسیٰ عن عبد الرحمن بن ابی حسین عن جبیر بن مطعم“ کی سند سے مروی ہے کہ (روحی کل ایام التشریق ذبح) اور سارے ایام تشریق میں ذبح ہے۔ یہ روایت دو وجہ سے ضعیف ہے:

(۱) حافظ البزار نے کہا: ”وابن ابی حسین لم یلق جبیر بن مطعم“ اور (عبد الرحمن) ابن ابی حسین کی جبیر بن مطعم سے ملاقات نہیں ہوئی۔

(۱) البحر الزخار ۸/۳۶۴ ج ۳۲۴ نیز دیکھئے نصب الراية ج ۳ ص ۶۱ و التمهید نسخہ جدیدہ ۱۰/۲۸۳)

(۲) عبد الرحمن بن ابی حسین کی توثیق ابن حبان (الثقات ۵/۱۰۹) کے علاوہ کسی اور

روایت نمبر ۳: طبرانی (المعجم الکبیر ۲/۱۳۸ ج ۱۵۸۳) بزار (البحر الزخار ۸/۳۶۳ ج ۳۴۲۳) بیہقی (السنن الکبریٰ ۵/۲۳۹ ج ۲۹۲) اور دارقطنی (السنن ۳/۲۸۲ ج ۴۷۱۱) وغیرہم نے ”سويد بن عبدالعزيز عن سعيد بن عبدالعزيز التنوخي عن سليمان بن موسى عن نافع بن جبیر بن مطعم عن ابيه“ کی سند سے مرفوعاً نقل کیا کہ ”ایام التشريق كلها ذبح“ تمام ایام تشریق میں ذبح ہے۔

اس روایت کا بنیادی راوی سويد بن عبدالعزيز ضعیف ہے۔ (دیکھئے تقریب التہذیب: ۲۶۹۲)

حافظ بیہقی نے کہا: ”وضعفه جمهور الائمة“

اور اسے جمہور اماموں نے ضعیف کہا ہے۔ (معجم الزوائد ۳/۱۴۷)

روایت نمبر ۴: ایک روایت میں آیا ہے کہ ”عن سليمان بن موسى ان عمرو بن دينار حدثه عن جبیر بن مطعم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: كل ايام التشريق ذبح“

(سنن الدارقطنی ۳/۲۸۲ ج ۲۷۱۳ و السنن الکبریٰ للبیہقی ۹/۲۹۶)

یہ روایت دو وجہ سے مردود ہے:

(۱) اس کا راوی احمد بن عیسیٰ الخشاب سخت مجروح ہے۔

دیکھئے لسان المیزان (ج ۱ ص ۲۴۰)

(۲) عمرو بن دینار کی جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔

دیکھئے الموسوعة الحديثية (ج ۲ ص ۳۱۷)

تنبیہ: ایک روایت میں ”الوليد بن مسلم عن حفص بن غيلان عن سليمان بن موسى عن محمد بن البنكدر عن جبیر بن مطعم“ کی سند

وادفعوا عن محسر“ (مسند الشاميين ۲/۳۸۹ ج ۱۵۵۶ و نصب الراية ۳/۲۱ مختصراً) اس روایت کی سند ولید بن مسلم کی تالیس کی وجہ سے ضعیف ہے اور اس میں ایام تشریق میں ذبح کا بھی ذکر نہیں ہے۔

خلاصۃ التحقيق: ایام تشریق میں ذبح والی روایت اپنی تمام سندوں کے ساتھ ضعیف ہے لہذا اسے صحیح یا حسن قرار دینا غلط ہے۔

آثار صحابہ: روایت مسئلہ کے ضعیف ہونے کے بعد آثار صحابہ کی تحقیق درج ذیل ہے:

(۱) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ”الاضحیٰ یومان بعد یوم الاضحیٰ“ قربانی والے دن کے بعد (مزید) دو دن قربانی (ہوتی) ہے۔

(موطا امام مالک ج ۲ ص ۳۸۷ ج ۱۰۷۱ و سندہ صحیح السنن الکبریٰ للبیہقی ۹/۲۹۷)

(۲) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ”النحر یومان بعد یوم النحر و افضلها یوم النحر“ قربانی کے دن کے بعد دو دن قربانی ہے اور افضل قربانی نحر والے (پہلے) دن ہے۔ (احکام القرآن للطحاوی ۲/۲۰۵ ج ۱۵۷۱ و سندہ حسن)

(۳) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”الاضحیٰ یومان بعده“ قربانی والے (اول) دن کے بعد دو دن قربانی ہوتی ہے۔

(احکام القرآن للطحاوی ۲/۲۰۶ ج ۱۵۷۱ و صحیح)

(۴) سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”النحر ثلاثة أيام“ قربانی کے تین دن ہیں۔ (احکام القرآن للطحاوی ۲/۲۰۵ ج ۱۵۶۹ و حسن)

تنبیہ: احکام القرآن میں ”حماد بن سلمة بن كهيل عن حجة عن علي“ ہے جبکہ صحیح ”حماد بن سلمة بن كهيل عن حجة عن علي“ ہے جیسا کہ کتب اسماء الرجال سے ظاہر ہے اور حماد سے مراد حماد بن سلمہ ہے۔ والحمد

..... ﷻ

عام اہل حدیث علماء کا یہی فتویٰ ہے کہ قربانی کے چار دن ہیں۔ بعض علماء اس سلسلے میں سیدنا جبر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب روایت سے بھی استدلال کرتے ہیں لیکن یہ روایت ضعیف ہے جیسا کہ سابقہ صفحات پر تفصیلاً ثابت کر دیا گیا ہے۔

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وغیرہ کا قول راجح ہے کہ قربانی تین دن ہے:  
عید الاضحیٰ اور دو دن بعد۔

ابن حزم نے ابن ابی شیبہ سے نقل کیا ہے کہ ”نازید بن الحباب عن معاویۃ بن صالح: حدثنی ابو مریم: سمعت أبا هريرة يقول: الاضحی ثلاثة ایام“

یعنی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قربانی تین دن ہے۔

(المجلد ج ۷ ص ۳۷۷ مسئلہ: ۹۸۴)

اس روایت کی سند حسن ہے لیکن مصنف ابن ابی شیبہ (مطبوع) میں یہ روایت نہیں ملی۔ واللہ اعلم۔

فائدہ: نبی کریم ﷺ نے ابتدا میں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے سے منع فرمایا تھا؛ بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ یہ ممانعت اس کی دلیل ہے کہ قربانی تین دن ہے والا قول ہی رائج ہے۔ اس ساری تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی ﷺ سے صراحۃً اس باب میں کچھ بھی ثابت نہیں ہے اور آثار میں اختلاف ہے لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور جمہور صحابہ کرام کا یہی قول ہے کہ قربانی کے تین دن (عید الاضحیٰ اور دو دن بعد) ہیں، ہماری تحقیق میں یہی رائج ہے اور امام مالک وغیرہ نے بھی اسے ہی ترجیح دی ہے۔ واللہ اعلم (۲/۲۰۰ء)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

إِنَّ فِي هَٰذَا لَآيَاتٍ لِّمَنْ يَعْقِلُ

بین تراوح

مُصَنَّفٌ

مناظر اسلام ترجمان مسکات رضا مبلغ اہل سنت

حضرت علامہ مولانا محمد کاشف اقبال مدنی ضوی

کراچی والہ فکری شاپ